بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد: 75　شمارہ:48　15 جمادی الثانی 1448 ہجری قمری ❁ 26 نبوت 1405 ہجری شمسی ❁ 26 نومبر 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

اس کی پیروی نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے

وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَہٗ ۚ وَلَا تَعۡدُ عَیۡنٰکَ عَنۡہُمۡ ۚ تُرِیۡدُ زِیۡنَۃَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَہٗ عَنۡ ذِکۡرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوٰىہُ وَکَانَ اَمۡرُہٗ فُرُطًا ﴿۲۹﴾

(سورۃ الکہف:29)

ترجمہ: اور تُو خود بھی صبر کر اُن لوگوں کے ساتھ جو صبح بھی اور شام کو بھی اپنے ربّ کو، اس کی رضا چاہتے ہوئے، پکارتے ہیں۔ اور تیری نگاہیں اُن سے تجاوز نہ کریں اس حال میں کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہو۔ اور اس کی پیروی نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی ہوس کے پیچھے لگ گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مجالسِ ذکر کی عظیم روحانی برکات: فرشتوں کا نزول، رحمتِ الٰہی کا سایہ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اہلِ ذکر کا تذکرہ

عَنِ الۡاَغَرِّ اَبِیۡ مُسۡلِمٍ ، اَنَّہٗ قَالَ اَشۡہَدُ عَلَی اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ وَاَبِیۡ سَعِیۡدٍ الۡخُدۡرِیِّ اَنَّہُمَا شَہِدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَقۡعُدُ قَوۡمٌ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا حَفَّتۡہُمُ الۡمَلَائِکَۃُ، وَغَشِیَتۡہُمُ الرَّحۡمَۃُ، وَنَزَلَتۡ عَلَیۡہِمُ السَّکِیۡنَۃُ، وَذَکَرَہُمُ اللّٰہُ فِیۡمَنۡ عِنۡدَہٗ۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب بھی کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں، رحمتِ الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقربین میں کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، حدیث نمبر 6855)

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً یَطُوۡفُوۡنَ فِی الطُّرُقِ یَلۡتَمِسُوۡنَ اَہۡلَ الذِّکۡرِ، فَاِذَا وَجَدُوۡا قَوۡمًا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ تَنَادَوۡا ہَلُمُّوۡا اِلٰی حَاجَتِکُمۡ، قَالَ فَیَحُفُّوۡنَہُمۡ بِاَجۡنِحَتِہِمۡ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنۡیَا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں گھومتے رہتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ! اپنی مطلوبہ چیز پالو۔ پھر وہ اپنے پروں سے ان لوگوں کو آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، حدیث نمبر 6408)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

اصلاحِ نفس اور تقویٰ کے حصول کے لیے صادقین کی صحبت اختیار کرنے کی اہمیت اور بدصحبت کے بداثرات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ:119)۔ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔‘‘ (یعنی ان کی باتیں بھی سچائی پر مبنی ہوں۔ ان کے عمل بھی سچائی پر مبنی ہوں اور ان کی ہر حالت سے سچائی ظاہر ہوتی ہو۔ یعنی نیک لوگ ہوں۔) فرمایا کہ ’’اس سے پہلے فرمایا۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ یعنی ایمان والو! تقوی اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے‘‘۔

فرمایا کہ

’’اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟‘‘ (مَیں زنا کرنے تو نہیں جاتا تو) ’’اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تُو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا‘‘ (کیونکہ بدصحبت کا بداثر ہوتا ہے) ’’کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تبرکات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

وقت کی قدر و حفاظت، لغو مجالس سے اجتناب اور دینی مقاصد کے حصول کے لیے سنجیدہ فکر و عمل کی ضرورت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہماری جماعت میں سے کسی ایک فرد کا بھی وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اُس کا وقت گپیں مارنے اور لغو باتیں کرنے سے ضائع نہ ہو۔ ہماری باتیں دین کے متعلق ہونی چاہئیں اور ہمارے اوقات دین کی تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے لئے خرچ ہونے چاہئیں۔ اگر ہم آج سے یہ کوشش شروع کر دیں تو آہستہ آہستہ وہ وقت ہمارے قریب آ جائے گا جبکہ خالص دینی باتیں اور خالص دینی مقاصد ہماری مجالس پر حاوی ہو جائیں گے۔ ہر احمدی کو سنجیدگی سے اپنے فرائض پر غور کرنا چاہئے۔ جو شخص سنجیدگی سے غور کرے گا اور احمدیت کے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا اس کے دماغ میں ایک نور پیدا ہو گا اور اس کی فکر زیادہ روشن ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دماغ تو ایک جیسے ہی عطا کئے جاتے ہیں لیکن ان سے صحیح طور پر کام لینے کی وجہ سے کچھ لوگ مفکر اور مدبر ہو جاتے ہیں اور بہت باریک مسائل حل کر لیتے ہیں اور کچھ لوگ اپنے دماغوں سے صحیح طور پر کام نہ لینے کی وجہ سے بلید اور کند ذہن بن جاتے ہیں اور ان کے دماغوں میں اعلیٰ قسم کا نور پیدا نہیں ہوتا۔

(خطبات محمود جلد 27 صفحہ 473)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 نومبر 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اسرائیلی صدر آئزک ہرزوگ ISAAC HERZOG کی جماعت احمدیہ اسرائیل کی سالانہ کانفرنس میں شمولیت

---------- اور ----------

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر راہنمائی

6 نومبر 2026ء کی مجلس عرفان میں امریکہ سے تشریف لانے والے ایک نمائندہ نے حضور انور سے سوال کیا کہ میرا سوال اسرائیلی صدر آئزک ہرزوگ کو جماعت احمدیہ اسرائیل کی سالانہ تقریب میں مدعو کرنے سے متعلق ہے۔ کیا اس ملاقات کو سوشل میڈیا وغیرہ میں زیادہ Highlight کرنے سے پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے احمدیوں کیلئے مشکلات پیدا نہیں ہو سکتیں۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں بڑی تفصیل سے جو راہنمائی فرمائی وہ ذیل میں روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 12 نومبر 2026ء کے شکریہ کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

حضورِ انور نے فرمایا کہ وہاں صرف احمدی نہیں، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں عرب مسلمان بھی بستے ہیں۔ اور جب وہاں الیکشن ہوا تو امیر جماعت کی بار بار توجہ دلانے اور خط لکھنے کے نتیجے میں عرب مسلمانوں میں یہ جرأت پیدا ہوئی کہ انہوں نے پارلیمنٹ کے الیکشن میں حصّہ لیا اور پہلی دفعہ اُنیس (۱۹) نشستیں حاصل کیں جس پر وہاں کے وزیر اعظم نیتن یاہو نے بھی سوشل میڈیا پر پیغام دے کر اپنے حامیوں کو ووٹ دینے کی ترغیب دی۔

اس ضمن میں حضورِ انور نے مملکت سے وفاداری کے تقاضوں اور مخالفین کی جانب سے جماعت پر لگائے جانے والے انگریز کا خود کاشتہ پودا جیسے پُرانے بے بنیاد الزامات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دوسری بات یہ ہے آپ کہتے ہیں کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس کے شہری ہونے کی حیثیت سے وہاں کی بہتری کے لیے کام کریں۔ وفاداری یہی ہے۔ یہ تو نہیں کہیں لکھا ہوا کہ جو اسرائیل میں رہنے والے ہیں وہ وفادار نہ ہوں۔ الزام لگانے والے تو پاکستان میں یا بعض اَور ملکوں میں یہ بھی کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جو ہے، انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے اور یہ کہ انگریزوں کے ہاں جا کر انہوں نے پناہ لے لی۔ تو ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم یہاں MP's کو بلاتے ہیں یا پرائم منسٹر کو بلاتے ہیں یا اس کا پیغام ہمارے جلسے پر پڑھا جاتا ہے تو کیا اس سے ان کو یہ میسج نہیں جاتا کہ دیکھو خود کاشتہ پودا تھا، تبھی یہ لوگ ان کی اتنی favour کر رہے ہیں۔

اسرائیل کے خلاف ہمارے جذبات ہیں، اس لیے کہ انہوں نے فلسطینیوں پر ظلم کیا اور اس ظلم کی وجہ سے مَیں نے کئی خُطبات میں بیان بھی کیا اور دعا کی تحریک بھی کی اور مسلمانوں کی طرف سے سوشل میڈیا پر بہت سارے جو انصاف پسند تھے انہوں نے اظہار بھی کیا کہ جو ظلم ہوا ہے، جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کو جوڑ دیا گیا ہے۔ کسی اَور مسلمان عالم نے کھل کر نہیں کیا۔

پھر اسرائیل میں مقیم مسلمانوں اور وہاں کے علمی و تعلیمی حلقوں میں احمدیوں کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا کہ اسرائیل میں بھی علماء رہتے ہیں اور پڑھے لکھے لوگ رہتے ہیں۔ آپ جیسے کئی سائنٹسٹ بھی رہتے ہیں۔ کئی مسلمان پروفیسر وہاں یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔ مجھے اس دفعہ ان میں سے ایک جلسے پر ملنے بھی آیا ہوا تھا۔ اَور بھی لوگ آ کے ملتے ہیں۔ مسلمان ہیں۔ ان سے جب مَیں پوچھتا ہوں تو وہ تو ہمیشہ ہاں ہاں کر رہے ہوتے ہیں، بڑی مداہنت سے ڈر کے بات کر رہے ہوتے ہیں، لیکن احمدی کم از کم کُھل کے بات تو کرتے ہیں۔

جلسوں میں سیاسی و حکومتی شخصیات کی شرکت کی عمومی روایت اور صدرِ اسرائیل کی آمد کے پسِ منظر کو واضح کرتے ہوئے حضورِ انور نے بیان فرمایا کہ جہاں تک یہ سوال ہے کہ جلسے میں بلایا گیا تو ہر سال جس طرح آپ کا رواج ہے، آپ امریکہ میں بھی اپنے MP's کو اور بعض سیاست دانوں کو دعوت نامے دیتے ہیں۔ کچھ آپ کے مان لیتے ہیں، کچھ صرف پیغام بھیج دیتے ہیں، کچھ خود بھی آ جاتے ہیں۔ اس دفعہ بھی ایک پولیٹیشن جلسے پر آیا ہوا تھا اور اس نے تقریر کی۔ اسی طرح افریقہ میں ہو یا کوئی اَور ملک میں ہو، ہر جگہ جو ملک کے پڑھے لکھے لوگ ہیں یا سیاست دان ہیں یا سربراہ ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے۔ یہاں بھی بادشاہ کی طرف سے یا پہلے کوئین کی طرف سے میسج آیا کرتا تھا یا پرائم منسٹر کی طرف سے میسج آتا ہے اور جلسہ پر پڑھا جاتا ہے۔ تو وہ ہر سال دعوت نامہ بھیجتے ہیں۔ پہلے ان کا صرف میسج آ جایا کرتا تھا۔ اس سال پریزیڈنٹ کا پیغام آیا ہے کہ مَیں خود آؤں گا۔ کوئی پتا نہیں کہ یہ ان کی چال ہی ہو۔ اب یہ ہو سکتا ہے، اس بات سے سوچا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں اور ان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے دنیا میں اثر و رسوخ ہے، اس لیے مَیں وہاں جاؤں اور دنیا کو ثابت کروں کہ ہم مسلمانوں کے خلاف نہیں ہیں یا ہماری حکومت مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو ویسے ہی خیال آیا ہو کہ جا کے مَیں دیکھوں کہ کیا ہے، اس کے مطابق پھر نئی پالیسی کو بناؤں کہ کیا strategy بننی چاہیے۔ بہرحال وہ آیا۔ اور جہاں تک سٹیج پر آنے کا سوال ہے، اب امیر صاحب کبابیر کو مَیں نے یہاں بلایا تھا۔ یہاں نوجوانوں میں بھی بہت سارے سوال اُٹھے تھے۔ خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہو رہا تھا۔ مَیں نے کہا تھا کہ بیٹھ کے ان کے سوالوں کے جواب دیں۔ چھ ہزار خادم اکٹھا ہوا ہوا ہے۔ ان کو جواب دیں۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہاتھ تو اُس نے بڑھایا تھا۔ اب ایک صدر مملکت ہے، وہ آتا ہے اور ہاتھ بڑھاتا ہے اور مَیں ہاتھ پیچھے کھینچ لیتا کہ جاؤ؟ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اگر تمہارے دشمن کا بھی کوئی اچھا لیڈر آئے تو اس کی عزت کرو، احترام کرو۔ قرآنِ شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کی طرف بھیجا گیا، تو ایک لفظ قولِ لیّن استعمال کیا گیا کہ اس سے نرمی سے بات کرنی ہے، باوجود اس کی مخالفت کے کہ اس پر بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا الزام تھا، ان پر ظلم کرنے کا الزام تھا، ان کو غلام بنانے کا الزام تھا اور مار پیٹ تھی، ان کو تھرڈ گریڈ شہری سے بھی زیادہ نیچے رکھا ہوا تھا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جا کے نرمی سے بات کرنی ہے اور پیغام پہنچانا ہے۔

اسی اصول کی عملی مثال بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے تورات کی تعلیمات کے حوالے سے صدرِ اسرائیل کو ظلم سے باز رہنے کی تلقین کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی اہمیت کو اُجاگر فرمایا کہ تو یہاں بھی ہم دیکھتے ہیں، اگر پُوری ویڈیو کو آپ دیکھیں اور سُنیں تو انہوں نے تورات کے حوالے سے اس کے سامنے یہ تقریر کی ہے کہ دیکھو! تورات یہ کہتی ہے کہ ظلم نہ کرو۔ تم مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہو یا کسی بھی قسم کا ظلم کر رہے ہو تو اس سے تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ تمہاری حکومت چھینی جائے گی۔ تمہاری زمین چھینی جائے گی۔ یہ انہوں نے تورات کے حوالے بھی quote کیے ہیں، وہ بھی تو دیکھیں۔ اب ایک جابر بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا یہ بھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ تو یہ کام اگر انہوں نے انجام دیا ہے تو اچھا کیا۔

کبابیر کی تاریخی اہمیت اور وہاں کے احمدیوں کے قیام کے پسِ منظر کو بیان کرتے ہوئے حضورِ انور نے حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ کی ارشاد فرمودہ ہدایت اور جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا کہ اس کے اچھے پہلو بھی دیکھ لیں۔ negative پہلو، ہمارے جذبات علیحدہ ایک طرف، لیکن اس وقت خدمت بھی ہم ہی کر رہے ہیں۔ وہی لوگ ہیں، کبابیر میں رہنے والے، اسرائیل کے شہری ہیں۔ یہ تو سارے عرب وہاں سے نکل آئے تھے۔ جب یہ علاقہ خالی کرا رہے تھے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ نے وہاں کے احمدیوں کو کہا تھا کہ چاہے تم مَر جاؤ، کچھ ہو جائے، تم نے جگہ نہیں چھوڑنی۔ اس لیے ابھی تک کبابیر اسرائیل میں آباد ہے اور احمدیوں کے نام سے آباد ہے۔ ہمارا سینٹر بھی ہے اور اردگرد تبلیغ بھی ہو رہی ہے۔ ان یہودیوں میں سے بعض احمدی ہوئے اور مسلمانوں میں سے بھی بعض احمدی ہوئے۔ تو تبلیغ کا میدان تو ہم نے ہر جگہ رکھنا ہے۔

مزید برآں اس واقعے کے مختلف پہلوؤں، اس کے پیچھے کارفرمانیّت اور اس کے ممکنہ طویل المدتی اثرات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضورِ انور نے مزید ارشاد فرمایا کہ اگر آپ پوری ویڈیو سُنیں یا اس پر مضمون بھی لکھے ہوئے آ چکے ہیں، الحکم میں بھی آ گیا، الفضل میں بھی آ گیا، اس کو آپ پڑھیں تو آپ کو سارا یہ جواب مل جائے گا کہ جتنا اس کو آپ خوفناک طریقے سے سمجھ رہے ہیں یا بیان کر رہے ہیں، وہ اتنا ہے نہیں۔ ایک مقصد تھا۔ نیّت نیک تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، ان کی نیّت یہ نہیں تھی کہ مَیں اس کی چاپلوسی کروں یا صدر کی خوش آمد کروں، ان کی نیّت یہ تھی کہ مَیں پیغام پہنچاؤں۔ اور انہوں نے تورات کے حوالے سے پیغام پہنچایا اور اتنا کُھل کے پہنچایا کہ وہاں مسلمان علماء اور لیڈروں کے سوشل میڈیا پر بیان آ رہے ہیں کہ جو کام تم نے کیا ہے، وہ ہم نہیں کر سکتے تھے، اور تم نے کُھل کے پیغام پہنچایا ہے اور ہمارا نقطۂ نظر سامنے پیش کر دیا اور ہماری صحیح نمائندگی کی ہے۔ باوجود مخالفت کے مسلمان علماء نے یہ بیان دیے ہیں۔ احمدی کہتے ہیں کہ ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچی۔ اچھے پہلو نکال لینے چاہئیں۔ ہر ایک بات کے اچھے اور بُرے پہلو ہوتے ہیں۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ لمبے عرصہ میں، long term میں اس کے اچھے نتائج کیا نکل سکتے ہیں، اور وہ ہم نے نکالنے کی کوشش کی ہے۔ باقی غلطیاں ہوتی ہیں، ہر ایک سے ہوتی ہیں، کس نے کہا کہ غلطیوں سے کوئی پاک ہے؟

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے بنگلہ دیش اور دیگر ممالک میں احمدیوں کو درپیش مشکلات اور اس معاملے پر پیدا ہونے والے سوالات کے جواب میں جماعت کی جانب سے کیے گئے اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ باقی مشکلات بنگلہ دیش میں ہیں، تو وہ ان سے کوئی تعلق نہیں، وہاں تو سوال اُٹھایا ہی نہیں گیا۔ یہ سوال جو اُٹھا رہے ہیں، یہ یورپ اور امریکہ کے بعض نوجوان اُٹھا رہے ہیں، ان کے لیے مَیں نے مضمون بھی اس لیے لکھوا دیا تھا اور اس لیے شریف عودہ صاحب کی میٹنگز کروا دی تھیں کہ مختلف جگہوں پر جا کے کہ خود جواب دے دیں اور خدام الاحمدیہ امریکہ کو بھی مَیں نے کہا تھا کہ خدام الاحمدیہ کی جو ویڈیو ریکارڈنگ ہے، اس کو اپنے خدام کو بھی سُنا دیں، اس کے جواب مل جائیں گے، انصار اللہ کو بھی وہی چاہیے کہ سُنا دیں اور میرے خیال میں کہ کافی حد تک اس کے جواب مل گئے ہیں، باقی یہ کہنا کہ سو فیصد کسی کی تسلّی ہو جائے، وہ تو مشکل ہوتی ہے۔

❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

’’جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے وہ زمانے بھر میں اس وقت کسی دوسرے میں نہیں ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

آپؑ سے براہ راست فیض پانے والوں نے جو مقام حاصل کیا اور آپؑ سے خوشنودی کی سند حاصل کی۔لیکن یہ اخلاص و وفا وقت گزرنے کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا۔ یقیناً نہیں ہوا

یہ روح جو قربانی کی روح ہے اس کا ادراک جتنا احمدی کو ہے کسی اَور کو نہیں۔اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس زمانے میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو مانا اور آپؑ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے ایک عہد کیا

خلفاء نے جب تحریکات کیں تو وہاں بھی لوگوں نے انتہائی قربانیاں کرتے ہوئے اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر ان میں حصہ لیا۔ان کی محبت مال سے نہیں تھی۔ان کی محبت اللہ تعالیٰ کے دین سے تھی

جماعت میں قربانی کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں نہ دنیا جانتی ہے نہ سمجھتی ہے۔ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے ہیں، بہت سارے ایسے ہیں جنہوں نے کبھی خلیفہ وقت کو دیکھا نہیں ہے۔ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تصویر دیکھ لیتے ہیں یا آواز سن لیتے ہیں۔خطبات سنتے ہیں اور اپنے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔خلیفہ وقت کی آواز پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے لیے قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہیں

بہت سارے لوگ یہ واقعات بھی لکھتے ہیں کہ ہم مالی قربانیاں کرتے ہیں، اس کے بعد دعا کرتے ہیں، دعا کے لیے مجھے بھی لکھتے رہتے ہیں اور ان قربانیوں کی وجہ سے ان کے بعض بگڑے ہوئے کام جو ہیں وہ سنور جاتے ہیں، جو بگڑے ہوئے بچے ہیں ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو نہ صرف مالی لحاظ سے پورا فرماتا ہے بلکہ ان کے بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کے بھی سامان پیدا فرما دیتا ہے

ہر جگہ احمدیوں کی قربانی کے ہمیں نظارے نظر آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رقم مہیا فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے جو یہ قربانی کرتے ہیں اور جماعتی کام میں مددگار بن رہے ہیں۔ان میں سے اکثر غریب لوگ ہیں یا اوسط درجے کی آمدنی والے لوگ ہیں لیکن قربانی کا جذبہ ہے۔اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح لوگ قربانی کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کا بہترین جزا عطا فرمائے

تحریکِ جدید کے بانوے ویں (۹۲) سال کے دوران افرادِ جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں کا تذکرہ اور ترانوے ویں (۹۳) سال کے آغاز کا اعلان

گذشتہ سال کے دوران جماعت ہائے احمدیہ عالَم گیر کو تحریکِ جدید میں 20.28 ملین پاؤنڈز کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی یہ وصولی گذشتہ سال سے سات (7) لاکھ ستائیس (27) ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے

مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مخلص احمدیوں کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں سے متعلق ایمان افروز واقعات کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06؍نومبر 2026ء بمطابق 06؍نبوت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (آل عمران:93) یعنی تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت طلحہؓ نے اپنا باغ جس کا نام بیرحاء تھا اور حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا وہ آپؐ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کہ یہی میری سب سے پیاری جائیداد ہے۔مَیں اسے آپؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پس

ہمارے سامنے صحابہؓ نے یہ مثالیں قائم کیں

اور اس کے علاوہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ

بہت سے صحابہؓ تھے جو جب بھی مالی قربانی کی تحریک ہوتی، اس میں پیش پیش تھے اور اپنا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور یہ روشن ستارے آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دَور آیا تو اس دَور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریکات پر صحابہؓ نے بھی قربانیاں دیں۔اس لیے کہ آپؑ نے صحابہؓ کو ان قربانیوں کا ادراک عطا فرمایا۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’بیکار اور نکمّی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کرلو کہ نکمّی چیز کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہوسکتا۔‘‘ یعنی نیکی کے دروازے میں ’’کیونکہ نصّ صریح ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ (آل عمران:93) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔‘‘ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہونے کا اور عزیز ہونے کا۔ ’’اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہوسکتی ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟

بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہوسکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جاتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پروانہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 64، ایڈیشن 2022ء)

پس یہ وہ روح ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے اندر پیدا کرنے کی تلقین اور کوشش فرمائی اور پھر اس بات کو سمجھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ بھی قربانیوں میں اتنے بڑھ گئے کہ آپؑ کو کہنا پڑا کہ ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسّر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائیداد نہیں مگر ان کے لاانتہا اخلاص اور ارادت سے، محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 263، ایڈیشن 2022ء)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ

’’جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے وہ زمانے بھر میں اس وقت کسی دوسرے میں نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 204، ایڈیشن 2022ء)

پس

آپؑ سے براہ راست فیض پانے والوں نے یہ مقام حاصل کیا اور آپؑ سے خوشنودی کی سند حاصل کی۔ لیکن یہ اخلاص و وفا وقت گزرنے کے ساتھ ختم نہیں ہوگیا۔ یقیناً نہیں ہوا۔

جیسا کہ مَیں نے کئی دفعہ بتایا ہے بلکہ ہر سال مختلف واقعات بتاتا ہوں کہ کس طرح لوگ قربانی کر کے جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس

یہ روح جو قربانی کی روح ہے اس کا ادراک جتنا احمدی کو ہے کسی اَور کو نہیں۔ اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس زمانے میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کو مانا اور آپؑ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے ایک عہد کیا

اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ معاملہ ختم نہیں ہوگیا بلکہ آج بھی جاری ہے۔

خلفاء نے جب تحریکات کیں تو وہاں بھی لوگوں نے انتہائی قربانیاں کرتے ہوئے اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر ان میں حصہ لیا۔ ان کی محبت مال سے نہیں تھی۔ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کے دین سے تھی۔

ان میں غریب بھی ہیں اور اوسط درجہ کی آمدنی والے بھی ہیں اور عموماً یہی لوگ ہیں جو قربانیوں میں بڑھتے ہیں۔ زیادہ امیر لوگ تو بعض دفعہ سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے ایک روایت بھی ہے کہ ایک دینار ایک شخص لے کر آیا اور ایک دوسرا شخص ایک لاکھ دینار لے کے لایا تو آپؐ نے فرمایا: یہ دینار جو ہے وہ ایک لاکھ سے بڑھ گیا ہے۔ اس لیے کہ ایک شخص کے پاس دو دینار تھے اُس نے اس میں سے قربانی کر دی۔ اور ایک شخص کے پاس لاکھوں دینار تھے اور اس میں سے اس نے ایک لاکھ دینار دیا۔

(سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب جھد المقل حدیث 2528)

تو جو روح تھی وہ اسی کی تھی جس نے اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر قربانی کی۔ پس اس لحاظ سے معمولی رقم بھی لاکھوں سے بڑھ جاتی ہے۔

بہرحال

جماعت میں قربانی کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں نہ دنیا جانتی ہے نہ سمجھتی ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے ہیں، بہت سارے ایسے ہیں جنہوں نے کبھی خلیفہ وقت کو دیکھا نہیں ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے تصویر دیکھ لیتے ہیں یا آواز سن لیتے ہیں۔ خطبات سنتے ہیں اور اپنے اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ خلیفہ وقت کی آواز پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کے لیے قربانیوں کی مثالیں قائم کرتے ہیں۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جو آج دنیا میں کہیں اَور نہیں دیکھے جاسکتے۔ دنیا ان لوگوں کو نہیں جانتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں بظاہر کم تعلیم یافتہ ہیں لیکن قرآن کریم کی تعلیم کا ادراک رکھتے ہیں۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قربانیوں کے لیے مختلف جگہوں پر قرآن کریم میں جو فرمایا ہے۔ مالی قربانیاں بھی اور دوسری قربانیاں بھی یہ اس کا ادراک رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو اَلْبِرّ کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ یعنی ایسی نیکی کی کوشش کرتے ہیں جو دوسروں کے لیے قربانی کی انتہا ہے۔ جو دین کے لیے قربانی کی انتہا ہے۔ اس نیکی کی کوشش کرتے ہیں جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے انہیں ہر وقت بے چین رکھتی ہے۔ ایسی نیکی کی کوشش کرتے ہیں جو دوسروں کو پھیلانے کے لیے ہر قسم کی قربانی کے معیار قائم کرنے والی ہے۔ ایسی نیکی کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں اطاعت میں بڑھاتی ہے اور دینی تعلیمات پر عمل کرنے کے لیے پھر وہ بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہ دیکھتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کیا قربانی کرنی ہے؟ کون سی پیاری چیز مَیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے قربان کروں؟ اللہ تعالیٰ کے حکم کی کس طرح اطاعت کروں؟ یہ کوشش کرتے ہیں کہ نیکیوں میں بڑھتے ہوئے تقویٰ کے اعلیٰ معیار کیسے قائم کروں؟

پس یہ لوگ ایسے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور زمانے کے امام سے جڑ کر ہر نیکی کو پانے کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جن کو ادراک حاصل ہوا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جب صحابہؓ کی زندگی کے واقعات سنے، جیسا کہ مَیں خطبات میں بھی بیان کرتا رہا ہوں، آج کل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ضمن میں بھی بعض دفعہ صحابہؓ کا ذکر آجاتا ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہاں صحابہؓ کے نمونے دیکھ کر ان پر بھی عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس

یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے جو ہمیں ان لوگوں میں نظر آتی ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کی مثالیں مَیں ہر سال پیش کرتا ہوں۔ آج بھی پیش کروں گا۔ یہ لوگ کس طرح اپنے آپ کو مشکل میں ڈال کر قربانیاں کرنے والے ہیں۔

ایک مثال ہے

گوادلوپ

کے مربی صاحب نے لکھا۔ وہاں کے ایک نوجوان ہیں جان لینکر صاحب۔ کچھ عرصہ ہوا انہوں نے بیعت کی ہے۔ پہلی مرتبہ یہ جلسہ سالانہ برطانیہ میں شریک ہوئے۔ جب یہاں آئے تو ان کی میرے سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس بات پر بڑے خوش تھے۔ یہاں آکر انہوں نے یہ دیکھا کہ جماعت کس طرح کام کرتی ہے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ جماعت کا ایک مالی نظام بھی ہے۔ کس قسم کے چندے ہیں۔ کس طرح چندے خرچ ہوتے ہیں۔ پہلے مشنری نے ان کو بتایا ہوگا لیکن اتنا سمجھ نہیں آتی جتنا یہاں آکے دیکھنے سے لوگوں کو سمجھ آتی ہے۔ کیا کیا قربانیاں ہو رہی ہیں، کیا کیا اشاعتِ اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ مختلف نمائشیں دیکھ کے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہاں کہاں جماعت مسجدیں بنا رہی ہے۔ سکول بنا رہی ہے۔ مشن ہاؤس بنا رہی ہے۔ مبلغین بھیج رہی ہے۔ جامعات بنا رہی ہے۔ تو ان قربانیوں کے مصارف کے متعلق جب ان کو بتایا گیا تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ مَیں نے جلسہ سالانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جماعت کس طرح ان اموال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔ اگر مَیں اس جلسے میں شریک نہ ہوا ہوتا تو شاید میرے لیے اس نظام کو سمجھنا اتنا آسان نہ ہوتا۔ لیکن اب جبکہ میں نے خود عملی طور پر یہ سب کچھ دیکھا ہے تو میرے لیے مالی نظام کی اہمیت اور اس کے مقاصد کو سمجھنا بہت آسان ہوگیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی تحریکِ جدید کی مالی قربانی میں حصہ لیا۔ مربی صاحب لکھتے ہیں کہ اس واقعہ کا ایک اَور نمایاں اور ایمان افروز پہلو ہے کہ جب تحریکِ جدید کے سال کا آخر تھا۔ آخری دن جب آیا تو کہتے ہیں مَیں نے لوگوں کو مالی قربانی کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی تو یہ خود اس وقت میرے پاس آئے اور چھ یورو پیش کیے کہ یہ رقم میرے چھ سالہ بیٹے ایڈن کی طرف سے ہے۔ تحریکِ جدید میں جمع کرلیں۔ انہوں نے بتایا کہ مَیں نے اپنے بیٹے کو تحریکِ جدید کے متعلق سمجھایا تھا کہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیاں کس طرح پیش کی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مَیں اپنے بیٹے کو پارک میں جھولوں وغیرہ پر لے جا رہا تھا جہاں ٹکٹ لگتا ہے اور رقم خرچ ہوتی ہے لیکن جب مَیں اسے لے جانے لگا تو میرے بیٹے نے مجھے کہا، چھ سات سال کا لڑکا ہے، کہ آپ مجھے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی دینے کے بارے میں سمجھاتے رہے ہیں، باتیں بتاتے رہتے ہیں آج میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہوتا ہوں۔ مَیں آج جھولوں پر نہیں جاؤں گا۔ آپ یہ پیسے میری طرف سے تحریکِ جدید کے چندے کے لیے جماعت کو دے دیں۔ چنانچہ چھ سات سال کا جو بچہ ہے اس نے اپنی خوشی اور تفریح کو قربان کرتے ہوئے چھ یورو بھیجے ہیں۔

یہ بعض لوگوں کے لیے تو معمولی رقم ہوگی لیکن اس بچے کی طرف سے ایک بہت عظیم قربانی ہے جس نے اس روح کو سمجھا اور آدمی حیران ہوتا ہے۔ آفرین ہے اس باپ پر جس نے نئے احمدی ہونے کے باوجود اپنے بچے کی ایسی تربیت کی کہ اس کو مالی قربانی کا ادراک پیدا ہوا۔

اسی طرح قربانی کا ایک واقعہ

گنی کناکری

کا بھی ہے۔ ایک مخلص احمدی ہیں تولا صاحب۔ کوئلے بیچ کر اپنا گزارا کرتے ہیں۔ بہت غریب آدمی ہیں۔ تحریکِ جدید کا وعدہ انہوں نے تیس ہزار گنی فرانک لکھوایا تھا۔ کہتے ہیں میری بیٹی کی شادی بھی تھی۔ مَیں نے اس کے لیے رقم جمع کی ہوئی تھی۔ اسی دوران میں تحریکِ جدید کے چندے کی طرف توجہ دلانے کے لیے معلم صاحب آ گئے۔ یاددہانی کرائی۔ مَیں نے سوچا کہ میرے پاس تو صرف تیس ہزار گنی فرانک ہیں جو مَیں نے بیٹی کی شادی کے لیے خرچ کرنے ہیں۔ اب کیا کروں۔ پھر مجھے خیال آیا کہ مال کی محبت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر مجھے قربانی کرنی چاہیے۔ کہتے ہیں مَیں نے وہ ساری رقم چندے میں دے دی اور کہتے ہیں لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا بھی ایسا احسان ہوا کہ میرا ایک بیٹا جو لمبے عرصہ سے فرانس جانے کے لیے گھر سے نکلا تھا اور اس کا کچھ اتا پتا نہیں تھا بلکہ اس کو اتنی دیر ہوگئی تھی کہ ہم سمجھتے تھے کہ وہ راستے میں کہیں خدانخواستہ فوت ہو چکا ہے اور ہم اس کا جنازہ بھی پڑھ چکے تھے۔ اچانک ایک دن اس کی کال آئی اور اس نے بتایا کہ مَیں فرانس پہنچ گیا ہوں اور یہ بھی بتایا کہ مَیں آپ کے اخراجات کے لیے ایک بڑی رقم آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ تو کہتے ہیں کہ اس بات سے میرے ایمان میں بڑا اضافہ ہوا کہ اس چندے کی وجہ سے ایک تو مجھے اپنے بیٹے کی خبر مل گئی۔ گمشدہ بیٹا مل گیا جس کا ہمیں پتہ نہیں لگ رہا تھا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے کئی گنا بڑھ کر مجھے رقم بھی واپس کر دی۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے جس کا مَیں نے نظارہ کیا۔

اسی طرح امیر صاحب

نائیجر

کہتے ہیں کہ ریجن تاہوا کے ڈیپارٹمنٹ برنی کونی کے علاقے میں کافی سالوں سے جماعتی مشن قائم ہے۔ اس کے اردگرد بہت سی جماعتیں ہیں۔ گذشتہ دو سال سے اس علاقے میں دہشت گردوں کے حملے ہوتے رہے ہیں۔ ان علاقوں میں حالات بہت خراب ہیں۔

آج کل افریقہ میں بعض ملکوں میں بہت زیادہ disturbance ہے۔ اس کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ وہاں امن اور سکون قائم کرے۔ بہت سارے افریقن ملک ہیں جہاں آج کل یہ بدامنی ہے۔

بہرحال وہ کہتے ہیں کہ وہاں حملے بھی ہوتے ہیں۔ حکومت نے ان علاقوں میں آمدورفت بند کی ہوئی ہے۔ ان دیہاتوں میں دہشتگرد بعض احمدی جماعتوں کے اموال، اناج اور مویشی لُوٹ کر لے گئے۔ حملے کیے، سب کچھ لُوٹ کے لے گئے۔ اس جگہ احمدی بہت متاثر ہوئے ہیں۔ گاؤں والوں کے پاس یہی جائیداد ہوتی ہے۔ تھوڑی سی زمین ہے کچھ کاشت کر لی اور اس زراعت سے ان کو تھوڑا سا اناج حاصل ہو گیا، اسی سے گزارا کر لیا یا جانور پال لیے۔ بہرحال وہ لوگ کئی حملوں میں سب کچھ لُوٹ کر لے گئے۔ جماعتیں مشکل حالات میں تھیں۔ ہر وقت ان کو جان و مال کا بھی خطرہ ہے۔ کہیں اور جانا بھی مشکل ہے ان کے لیے۔ کہاں جائیں؟ لیکن ایسے حالات میں بھی اس علاقے کی جماعتیں تحریکِ جدید اور جماعتی تحریکات میں یا باقی چندوں میں شامل ہو رہی ہیں اور اپنا چندہ ادا کر رہی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے معلم اور مربی ان جماعتوں میں پہنچ نہیں سکتے تھے کیونکہ حکومت نے بھی پابندی لگائی ہوئی تھی۔ راستوں پر کئی بیریر سے گزرنا پڑتا تھا۔ وہاں پوچھ گچھ ہوتی تھی پھر واپس کر دیے جاتے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں چندے کی وصولی بظاہر مشکل نظر آ رہی تھی لیکن یہاں کے لوگوں نے، اس گاؤں کے لوگوں نے معلّم صاحب کو خود اطلاع پہنچائی کہ ہم نے چندے کی وصولی کر لی ہے اور جیسے ہی کوئی صورت پیدا ہو گی ہم خود آپ تک پہنچا دیں گے۔ چنانچہ ان سب جماعتوں نے اپنے وعدہ جات نہ صرف پورے کیے بلکہ جب ان کی طرف سے چندہ مشن ہاؤس تک پہنچا تو وہ گذشتہ سالوں سے بھی بڑھ کر تھا۔ ایسے حالات میں جبکہ ایک لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بڑی کس مپرسی کی حالت ہے۔ لُوٹ مار بھی ہے۔ یہ لوگ جو کماتے ہیں اس میں سے دوسرے بدمعاش لوگ جو دہشت گرد ہیں، لُوٹ کر لے جاتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لیے یہ لوگ تیار ہیں۔ ہر وقت تیار بیٹھے ہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ مستعد بیٹھے ہیں۔

عورتوں کی طرف سے بھی قربانی کے عجیب معیار نظر آتے ہیں۔

نائیجر

کے مبلغ کہتے ہیں کہ اسی علاقے کا ایک گاؤں گڈام باگو ہے۔ یہاں ایک احمدی خاتون ہے اماؤں ابراہیم صاحبہ۔ ہر سال مربی صاحب جب فصل کے موقع پر چندے کی تحریک کرتے ہیں۔ ان کی جب فصل ہوتی ہے تو ان کے خاوند حساب لگا کر باجرے کی فصل جنس کی صورت میں دے دیتے ہیں اور یہی ان کی آمد ہوتی ہے۔ تو کہتے ہیں ہر سال یہ ہوتا ہے کہ خاوند تو حساب لگا کر آدھی یا پونی بوری دیتا ہے لیکن عورت ان کو روک دیتی ہے کہ جماعت کو دینا ہے، اللہ تعالیٰ کی خاطر دینا ہے پھر کنجوسی کیسی؟ اور وہ اپنے گھر سے جو اپنے استعمال کی جنس رکھی ہوتی ہے اس میں سے ڈال کر 100 کلو کی پوری بوری مکمل کرتی ہے کہ یہ اچھا نہیں لگتا کہ جماعت کو ہم آدھی یا پونی بوری دیں۔ اور اس طرح ہر سال وہ اپنے گھر کے خرچ میں سے اس میں ڈال رہی ہے۔ یہ قربانی ہے ان عورتوں کی جو بظاہر پڑھی لکھی نہیں ہیں لیکن ان میں قربانی کا جذبہ ہے۔ دین کو جاننے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط ہے۔ اور یہی نہیں کہ میں کر دیتی ہوں۔ چلو کام پورا ہو گیا۔ سوکلو پوری ہو گئی۔ جماعت کی خدمت ہو گئی۔ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی پھر کس طرح نوازتا ہے اور یہ اس کی برکتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سال حج کرنے کی بھی توفیق دے دی۔ کہتی ہیں مَیں تو صرف یہ سمجھتی ہوں کہ ہر سال اناج سے جو بوری بھرنا تھا یہ سب اسی کی برکتیں ہیں جو مَیں حج کر کے آئی ہوں۔

اسی طرح

ارجنٹائن

کے مربی صاحب لکھتے ہیں۔ اب یہ ساؤتھ امریکہ کا ملک ہے۔ افریقہ سے ہم ساؤتھ امریکہ چلے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں وہاں ایک ناصر ماریو کینوس کوئنانس صاحب ہیں۔ ارجنٹائن کے پہلے احمدی ہیں۔ یہ ملکی نیشنل اخبار کے معروف صحافی تھے لیکن کچھ سالوں سے معذور ہو چکے ہیں اور اپنی بیماری کی وجہ سے باہر نکلنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ ان کا ایک بیٹا بھی معذور ہے جس کی وجہ سے ان کی فیملی مستقل مالی تنگی کی سامنا کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو شفا دے۔ ان کی مشکلات کو بھی دور فرمائے۔ بہرحال یہ کہتے ہیں کہ ان کی معمولی سی پینشن ہے جس پر ان کا گزارا ہے۔ بعض دفعہ ایسا آتا ہے کہ بعض مواقع پر دوائی یا علاج کے لیے بھی ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے، رقم نہیں ہوتی۔ بہرحال مشنری صاحب کہتے ہیں ان حالات کی وجہ سے مجھے تردّد ہوا کہ ان کو مالی تحریک کروں اور چندے کی طرف توجہ دلاؤں کیونکہ ان کے حالات ہی ایسے ہیں لیکن ان نومبائع کا اپنا ردّعمل کیا تھا۔ کہتے ہیں تحریکِ جدید کا وقت آیا تو مَیں نے ان کو کہا کہ آپ کے حالات تو ایسے نہیں ہیں لیکن آپ اگر برکت کی خاطر کچھ معمولی چندہ دینا چاہتے ہیں، اس تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔ اس بات کو سن کر موصوف نے چند دن بعد خود رابطہ کیا اور بتایا کہ میں نے جماعتی اکاؤنٹ میں چندے کی رقم ارسال کر دی ہے۔ جب دیکھا گیا تو انہوں نے 25 ڈالر یعنی امریکن 25 ڈالر رقم بھیجی تھی۔ گو یہ معمولی رقم ہے لیکن ان کے ذاتی حالات کے پیشِ نظر یہ غیر معمولی قربانی تھی۔ اپنی فیملی میں واحد احمدی ہیں۔ فیملی کی طرف سے بھی دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ جماعت سے الگ ہو جائیں لیکن موصوف مضبوط ایمان والے ہیں، بڑے اخلاص کے ساتھ اپنے عہد بیعت پر قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والوں کے ایمان کے بڑھنے کے نظارے بھی ہمیں دکھاتا ہے کہ کس طرح ایمان میں ان کو بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید مضبوطی عطا فرمائے۔

بینن

کے ریجن کلاوی سے مبلغ مظفر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ٹوکوپو مالک صاحب نے عیسائیت سے احمدیت قبول کی ہے۔ ایک چھوٹی سی دکان ہے۔ کہتے ہیں ایک دن میرے پاس 10 ہزار فرانک کی رقم تھی اور اسی دن سکول کی انتظامیہ نے ان کی بیٹی کو سکول سے نکال دیا کہ پہلے فیس لاؤ پھر تمہیں سکول آنے دیں گے کیونکہ جو فیس کے معینہ تاریخ کے دن تھے گزر چکے ہوئے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں بیٹی میرے پاس آئی۔ مَیں سکول کی فیس دینے کی تیاری کر رہا تھا۔ اسی دوران مشنری صاحب بھی تحریکِ جدید کے چندے کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے لیے آ گئے اور ایک دو مسئلے میرے سامنے آ گئے۔ ایک طرف بچی کی سکول فیس جس کی وجہ سے اس کی پڑھائی کا حرج ہو سکتا تھا۔ اس کو سکول سے نکالنے لگے تھے۔ دوسری طرف تحریکِ جدید کے چندے کی تحریک۔ تو مَیں نے بیٹی کو کہا کہ میرے پاس اس وقت یہی رقم ہے گو ایک طرف تمہاری پڑھائی کا اور تعلیم کا معاملہ ہے لیکن دوسری طرف اللہ کی راہ میں ادا کرنے کا معاملہ ہے۔ تو مَیں اللہ پہ توکّل کرتے ہوئے تمہاری فیس کے لیے جو مَیں نے رقم رکھی تھی اس کو اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے تحریکِ جدید میں ادا کر دی۔ کہتے ہیں کہ مشنری صاحب کے چندہ لے کر جانے کے بعد اس دن غیر معمولی طور پر گاہک آنا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دو لاکھ فرانک سیفہ سے زائد کی اشیاء فروخت ہو گئیں اور اس سے اچھا خاصا منافع ہو گیا جس سے پھر اسی دن انہوں نے اپنی بیٹی کی سکول فیس بھی ادا کر دی۔ بہرحال یہ کہتے ہیں کہ مجھے تو یہی ایمان ہے کہ چندے کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ نے فوراً اس مشکل کو دور کیا اور غیر معمولی مدد فرمائی اور فروخت کے سامان پیدا کیے۔

تو اللہ تعالیٰ بھی کہتا ہے کہ جب تم اپنی محبوب چیزیں خرچ کرتے ہو تو میں لَوٹا کے اور کئی گنا بڑھا کے دیتا ہوں۔ سات سو گنا تک بڑھا کے دیتا ہوں۔ تو ہمیں یہ نظارے احمدیوں میں، نئے احمدیوں میں بھی نظر آتے ہیں۔

اسی طرح سیکرٹری صاحب تحریکِ جدید

سویڈن

نے لکھا ہے۔ یورپ کی بھی مثالیں ہیں کہ ایک دوست نے بتایا کہ میرا تحریکِ جدید کا وعدہ چھ ہزار ایک سو چالیس سویڈش کرونز تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اس میں اضافہ کر دوں اور اس تحریک میں پورا سال رقم ادا کرتا رہوں تا کہ اپنی ایک ماہ کی تنخواہ تحریکِ جدید میں ادا کر سکوں۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سوچا کہ باقاعدگی سے ادا کرتا رہوں کیونکہ اکٹھا دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں پھر مجھے خیال آیا میں اللہ پر توکّل کرتے ہوئے اپنا وعدہ 50 ہزار لکھوا دیتا ہوں اور اس بات پہ انہوں نے مجھے بھی دعا کے لیے لکھا۔ بہرحال یہ احمدیوں کا جذبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے میری آمدنی میں اضافہ کرے۔ اس لیے دعا بھی کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں اس کے لیے مَیں نے دو نفل بھی پڑھنے شروع کر دیے کہ مَیں کسی طرح وعدہ پورا کر سکوں۔ اب کوئی دنیادار تو ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔ ان دنیادار

ملکوں میں رہتے ہوئے ایک احمدی ہی یہ نمونہ دکھا سکتا ہے کہ دو نفل اس لیے پڑھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مالی قربانی کا وعدہ پورا کرنے کی توفیق دے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ پہلے میرا جو چھ ہزار کچھ سو کا وعدہ تھا اور مَیں وہی مشکل سے پورا کرتا تھا لیکن اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اتنی بڑی رقم کہاں سے پوری ہوگی۔ یہ کہتے ہیں کہ وعدہ لکھوانے کے بعد چند ماہ گزرے تھے کہ مجھے اپنی کمپنی کی طرف سے جو سٹاکس کے شیئر لیے ہوئے تھے اس کی ڈیویڈنڈ (dividend) کی رقم ملی۔ کہتے ہیں اس سے میں نے پہلے اپنا اور فیملی کا پورا چندہ ادا کیا۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی ڈیویڈنڈ (dividend) ملے گا اور اس سے میرا وعدہ پورا ہو جائے گا۔ پھر کہتے ہیں کہ جس جگہ میں کام کرتا تھا وہاں میرے ساتھ چندے کی برکات سے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی سلوک فرمایا کہ اس کمپنی کو نقصان ہونا شروع ہو گیا اور کمپنی نے تین سو لوگوں کو ملازمت سے فارغ کر دیا۔ مجھے بھی ایک ماہ کا نوٹس ملا لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت نے میرا کام کس طرح کیا کہ نوٹس کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی مجھے ایک نئی ملازمت مل گئی۔ مَیں فارغ نہیں بیٹھا۔ لوگ ملازمت کی تلاش میں ابھی تک پھر رہے ہیں اور بڑی حیرانی سے پوچھتے ہیں تمہیں کس طرح یہ ملازمت مل گئی اور بہتر ملازمت مل گئی۔ یہ صرف نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے ہے۔ کہتے ہیں میرا تو یہی ایمان ہے۔

ماریشس

سے محسن رمجیت صاحب کہتے ہیں۔ ملازمت چھوڑنے کا فیصلہ مَیں نے کیا اور گو یہ فیصلہ غلط تھا۔ اچھی بھلی ملازمت کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ کیریئر بھی اچھا تھا اور مستحکم ملازمت تھی۔ بہرحال انہوں نے چھوڑ دیا کہ کاروبار کروں گا کیونکہ مَیں اہل خانہ کو اور جماعت کو کبھی وقت نہیں دے سکتا۔ بہرحال نیت ان کی بھی نیک تھی۔ کہتے ہیں مَیں نے کاروبار شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت ڈالی اور پہلا کلائنٹ جو مجھے ملا اس سے مجھے بہت اچھا خاصا منافع ہو گیا۔ مَیں نے اہلیہ سے کہا کہ اس پہلی کمائی سے ہم تحریکِ جدید کی بابرکت سکیم میں اپنے معمول کے چندوں کے علاوہ 75 ہزار ماریشن روپے اضافی رقم دے دیتے ہیں۔ اور یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑی قربانی تھی۔ ان کی کوئی مقرر آمدنی نہیں تھی۔ کاروبار کا مستقبل بھی غیر یقینی تھا لیکن بہرحال کہتے ہیں کہ مَیں نے اللہ پر توکّل کیا۔ یہ احساس اسی شخص کو پیدا ہو سکتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کی طاقتوں پر یقین ہو اور اس بات پر یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے راستے میں اگر نیک نیت سے قربانی کی جائے تو ضرور بڑھا کر واپس کرتا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی ضائع نہیں ہوتی اس لیے اللہ تعالیٰ کوئی سبیل نکال دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ وہ جو چھوٹا موٹا بزنس کر رہے تھے وہ تو کر ہی رہے تھے، ایک ادارے کی طرف سے ایک بڑی پوسٹ کے لیے ان کو آفر ہو گئی۔ کہتے ہیں مَیں نے تو اس پوسٹ کے لیے کبھی درخواست بھی نہیں دی تھی اور نہ کبھی اس ادارے سے رابطہ کیا تھا۔ انہوں نے خود ہی مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے یہ آفر ملی۔ پھر یہ کہتے ہیں مجھے احساس ہوا کہ میری ماہانہ بنیادی تنخواہ میں ہونے والا اضافہ میری پچھلی ملازمت کی تنخواہ کے مقابلے میں بالکل 75 ہزار روپے تھا۔ اتنا ہی برابر تھا جو مَیں نے اضافی چندہ دیا تھا۔ ایک مستقل آمد کو جب خیرباد کہہ دیا تو اس وقت 75 ہزار روپے کی قربانی بھی دے دی اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ وہ 75 ہزار روپے لَوٹا بھی دیے اور مستقل لَوٹاتا رہا۔ اور اس وقت تو ان کی مال کی محبت ہونی چاہیے تھی لیکن انہوں نے مال کی محبت نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے قربانی کو فوقیت دی۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے جس سے میرا دل شکر سے بھر گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص سے قربانی دی جائے تو وہ ضائع نہیں ہوتی۔

پھر

بہت سارے لوگ یہ واقعات بھی لکھتے ہیں کہ ہم مالی قربانیاں کرتے ہیں، اس کے بعد دعا کرتے ہیں، دعا کے لیے مجھے بھی لکھتے رہتے ہیں اور ان قربانیوں کی وجہ سے ان کے بعض بگڑے ہوئے جو کام ہیں وہ سنور جاتے ہیں، جو بگڑے ہوئے بچے ہیں ان کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو نہ صرف مالی لحاظ سے پورا فرماتا ہے بلکہ ان کے بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کے بھی سامان پیدا فرما دیتا ہے۔

کینیڈا

سے بھی نیشنل سیکرٹری تحریکِ جدید لجنہ کہتی ہیں کہ ایک بہن جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتی انہوں نے ہمیشہ تحریکِ جدید میں اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کیا ہے۔ پچھلے سال جب مَیں نے تحریکِ جدید کا خطبہ دیا تو اس میں مَیں نے مثال دی تھی حضرت اماں جانؓ کی کہ وہ تحریک کا اعلان ہوتے ہی شروع میں اپنا وعدہ لکھوا دیتی تھیں اور پھر پورا بھی کر دیتی تھیں۔ وہ خاتون کہتی ہیں کہ مَیں نے سوچا کہ مَیں بھی اس پر عمل کروں گی اور اس بات پر انہوں نے اپنا وعدہ دوگنا کر کے لکھوا دیا اور ادا بھی کر دیا جو کہ ان کی دو مہینے کی تنخواہ کے برابر تھا لیکن کہتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی برکات کا بھی مشاہدہ کیا کہ جیسے مجھے کوئی چھپا ہوا خزانہ مل گیا ہو۔ بہت سارے ہمارے کام جوُر کے ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ دو سال سے کوشش کر رہے تھے مکان بک جائے، نہیں بک رہا تھا۔ وہ فوری طور پہ بک گیا۔ اچھی قیمت پہ بک گیا۔ دوسری جگہ نیا مکان خریدنے کی توفیق مل گئی۔ بہت سارے اَور دوسرے کام تھے وہ بگڑے ہوئے سنور گئے۔ تو کہتی ہیں مجھے تو یقین ہے کہ اسی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے پر یہ فضل کیا۔

اسی طرح

روس

کے مبلغ انچارج کہتے ہیں الوبیک مرزائیوف صاحب ایک مخلص قربانی کرنے والے احمدی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک روز نماز جمعہ کے بعد ایک مناسب رقم انہوں نے مجھے دی کہ میری طرف سے یہ چندہ ہے۔ تو مَیں نے بتایا کہ آپ کا تو کوئی بقایا نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا جب وہ اپنے آبائی ملک میں رخصت پہ گئے تھے تو جب واپس ماسکو آئے تو دوسرے غیر ملکی مسافروں کے ساتھ ایئرپورٹ پر ان کو روک لیا گیا اور تفتیش ہوتی رہی اور اس سے پہلے امیگریشن کے حکام کئی لوگوں کو بظاہر چھوٹی چھوٹی چیزوں پر واپس بھجوا چکے تھے۔ انہیں ملک میں داخل ہونے سے روک دیتے تھے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں میرا دھیان گیا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہمیشہ کاموں میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ جب سے احمدیت قبول کرنے کی سعادت ملی ہے اس چیز کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔ کہتے ہیں میرا تو یہی مشاہدہ ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں مَیں نے دل میں عہد کیا کہ اگر مجھے واپس نہ بھیجا گیا تو جتنی رقم اپنے ملک کے لیے ٹکٹ پر خرچ ہوتی ہے اتنی رقم مَیں خدا تعالیٰ کی راہ میں دے دوں گا۔ بہرحال کہتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ آخر میں کلیئرنس والوں نے مجھے چھوڑ دیا جبکہ میرے سے بہت زیادہ کوائف رکھنے والوں کو بھی انہوں نے واپس کر دیا تھا۔ بہرحال کہتے ہیں کہ اس لیے مَیں چندے کی یہ رقم اپنے وعدے کے مطابق دے رہا ہوں جو مَیں نے ٹکٹ پہ خرچ کرنا تھا۔ جو وعدہ مَیں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا وہ پورا کر رہا ہوں۔ اب یہ ایمان کہاں سے پیدا ہوا؟ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کی بیعت میں آنے کی وجہ سے لوگوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ جو وعدہ کیا ہے، اپنے دل سے وعدہ کیا ہے لیکن بھول نہیں گئے اور یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے اس لیے مَیں نے یہ وعدہ پورا کرنا ہے۔ کوئی اَور اس کا گواہ نہیں ہے لیکن اللہ گواہ ہے اس لیے اس نے اس کو پورا بھی کر دیا۔

اسی طرح

جرمنی

کے بھی ایک دوست ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے اور میری اہلیہ کو ٹیکس آفس کی طرف سے 50 ہزار یورو ادا کرنا پڑا۔ کہتے ہیں ہم تحریکِ جدید میں اور دوسری تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کے حصہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہرحال انہوں نے مجھے بھی دعا کے لیے خط لکھا کہ یہ قربانی ہی کی برکات ہیں۔ کچھ دیر بعد ٹیکس آفس سے خط ملا کہ ہم نے آپ سے جو ٹیکس لیا ہے اس میں پانچ ہزار یورو زائد ہیں۔ آپ نے چھپائے نہیں ہیں۔ اس لیے ہم نے جائزہ لیا ہے آپ کو اس ٹیکس میں سے جو دیا ہے آپ کی رقم کم بنتی ہے تو ہم کچھ رقم واپس کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب یہ رقم واپس آئی تو پھر ہم نے سوچا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو ہم خرچ کرتے ہیں اس کا نتیجہ ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا ہے کہ یہ رقم واپس ہو گئی ہے۔ اس لیے اس پر ہمارا کوئی حق نہیں تو انہوں نے وہ جو زائد رقم تھی پانچ ہزار یا کچھ یورو کی وہ بھی چندے میں دے دی۔

یہ جو نسخہ ہے ان لوگوں کو بھی آزمانا چاہیے جو ٹیکس بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک تو اپنے لیے بدنامی کا باعث، دوسرے حکومت کو دھوکا، تیسرے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور پھر دنیاوی لحاظ سے بھی مال میں برکت نہیں پڑتی۔ اس سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ قولِ سدید سے انسان کام لے اور جو ٹیکس ہے وہ پوری طرح ادا کیا جائے تا کہ حکومت کے محکمے کو کبھی موقع نہ ملے کہ کسی احمدی پر ہاتھ اٹھائے کہ اس نے ٹیکس ادا نہیں کیا۔ اگر ٹیکس ادا کریں گے، حکومت کے واجبات بھی ادا کریں گے اور ساتھ مالی قربانیاں بھی کریں گے تو اللہ تعالیٰ پھر نوازتا ہے اور خود ہی ضروریات بھی پوری فرما دیتا ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے معاملات نپٹاؤ۔ اگر تم نیک نیتی سے کام کرو گے تو مَیں کئی گنا بڑھا کر تمہیں اجر دوں گا۔

پھر اسی طرح ایک شخص نے لکھا کہ مجھے قربانی کرنے کی وجہ سے کئی سال پرانی رقم مل گئی اور اب میرا یہ اصول ہے کہ جب بھی مجھے کوئی کام ملتا ہے اور ٹھیکہ ملتا ہے، (یہ ٹھیکے دار ہیں) تو مَیں پہلے چندہ ادا کرتا ہوں۔

اسی طرح ماسکو سے، ماریشس سے، ہندوستان سے اور مختلف جگہوں سے بہت سارے واقعات ہیں جو لوگ قربانیاں کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر یہ قربانیاں کرتے ہیں۔ نہ ان کو مال کی محبت ہوتی ہے۔ نہ اپنی ضروریات کی محبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی محبت کی خاطر قربانیاں کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا چلا جا رہا ہے۔ بہرحال اس کے بہت سے واقعات ہیں جو یہاں بیان کرنے ممکن نہیں۔

جس طرح آپ سب کو پتہ ہے کہ نومبر کے شروع میں پہلے جمعہ پر تحریکِ جدید کے سال کا اعلان ہوتا ہے۔ آج میں اس کا اعلان کروں گا۔ اس کی کچھ رپورٹ بھی پیش کروں گا۔

اللہ کے فضل سے تحریکِ جدید کا 92واں سال 31 اکتوبر کو ختم ہوا۔ اب یکم نومبر سے 93واں سال شروع ہو گیا ہے اور

جماعت نے اس سال میں جو گزرا ہے تحریکِ جدید کی مد میں 20.28 ملین کی قربانی کی توفیق پائی ہے۔ گذشتہ سال کے مقابلے میں 7 لاکھ 27 ہزار پاؤنڈز زیادہ ہیں۔ چندہ دہندگان کی تعداد میں بھی گذشتہ سال کی نسبت 46616 کا اضافہ ہوا ہے۔

بہت سے افریقہ کے ممالک ہیں جن سے چندہ دہندگان کی رپورٹس نہیں آئیں۔ اس کے باوجود بڑا اچھا

اضافہ ہے۔ وہاں کے حالات ایسے ہیں کہ رابطے بھی نہیں ہوتے جیسا کہ مَیں نے ایک مثال بھی دی تھی کہ انہوں نے بڑی مشکل سے چندے پہنچائے۔ اسی طرح رپورٹیں پہنچانی بھی مشکل ہیں۔

رپورٹوں کے مطابق شاملین میں گذشتہ سال کی نسبت اضافہ کرنے والے جو ملک ہیں

ان میں گنی بساؤ نمبر ایک پہ ہے۔ پھر گیمبیا ہے۔ سیرالیون ہے۔ نائیجیریا ہے۔ کونگو کنشاسا ہے۔ نائیجر ہے۔ تنزانیہ ہے۔ انڈونیشیا ہے۔ کونگو برازاویل ہے۔ کیمرون ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پاکستان کے علاوہ جو پہلی دس جماعتیں ہیں۔ ویسے بھی پاکستان کی پوزیشن تو اب اتنی اوپر نہیں رہی جو پہلے ہوا کرتی تھی۔ بہرحال

پہلی دس جماعتوں میں جو وصولی ہے،

اس سال پہلے نمبر پر برطانیہ ہے۔ ان کو میرا خیال میں پہلی دفعہ پہلے نمبر پر آنے کی توفیق ملی ہے اور یہ جرمنی سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جرمنی ہے۔ تیسرے نمبر پر امریکہ ہے۔ یہ بھی کینیڈا سے اوپر نکل کے آگئے ہیں۔ چوتھے نمبر پر کینیڈا ہے۔ پانچویں نمبر پر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ بعض مصلحت کی وجہ سے مَیں نام نہیں لیتا۔ چھٹے نمبر پر بھارت ہے۔ ساتویں نمبر پر آسٹریلیا ہے۔ آٹھویں پر پھر انڈونیشیا ہے۔ نویں پہ گھانا ہے۔ دسویں پہ پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔

وہاں مڈل ایسٹ میں حالات رہنے کے لحاظ سے بہرحال مشکل ہیں لیکن لوگ قربانیاں کر رہے ہیں۔ انتظامی لحاظ سے گو مشکلات ہیں لیکن مالی لحاظ سے بہرحال یہ لوگ ٹھیک ہیں۔ اچھے پیسہ کمانے والے ہیں اور اس لحاظ سے قربانی بھی کرتے ہیں۔

جن کے چندوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے ان میں

اضافہ کرنے والی پہلی پانچ جماعتیں

برطانیہ۔ دوسرے نمبر پر جرمنی۔ تیسرے نمبر پر امریکہ۔ چوتھے پر آسٹریلیا۔ پانچویں پر گھانا ہیں۔

افریقن ممالک میں مجموعی وصولی

کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک ہے۔ ماریشس نمبر دو۔ نائیجیریا نمبر تین۔ برکینا فاسو نمبر چار۔ سیرالیون پانچویں نمبر پر۔ بینن چھیویں نمبر پر۔ تنزانیہ ساتویں نمبر پر۔ گیمبیا آٹھویں نمبر پر۔ لائبیریا نویں نمبر پر اور مالی دسویں نمبر پر۔ حالانکہ مالی میں بڑے بُرے حالات ہیں۔ وہاں دہشت گردوں نے کافی تباہی مچائی ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں کے لوگوں نے قربانی میں حصہ لیا۔

بعض

چھوٹی جماعتیں ہیں ان میں مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے قابلِ ذکر جماعتیں

جو ہیں ان میں گنی بساؤ ہے۔ نائیجیریا ہے۔ گیمبیا ہے۔ سیرالیون ہے۔ کونگو کنشاسا ہے۔ نائیجر ہے۔ بنگلہ دیش ہے۔ بینن ہے۔ آسٹریلیا ہے۔ ماریشس ہے۔ بیلجیم ہے۔ سویڈن ہے۔

شاملین کی تعداد میں اضافہ کرنے والے جو ممالک

ہیں ان میں نمبر ایک پہ گنی کناکری ہے۔ پھر گیمبیا۔ پھر سیرالیون۔ پھر نائیجیریا۔ کونگو کنشاسا۔ نائیجر۔ تنزانیہ۔ انڈونیشیا۔ کونگو برازاویل اور کیمرون۔

برطانیہ کی جیسا میں نے پہلے کہا پہلی پوزیشن ہے اس لیے سب سے پہلے ان کی جماعتوں کا ذکر کروں گا جنہوں نے حصہ لیا ہے۔

برطانیہ میں اس سال لوگوں کے غیر معمولی قربانیوں کے واقعات بھی بہت موصول ہوئے ہیں۔ مَیں نے بیان تو نہیں کیے لیکن بعض ایسے ہیں جو غیر معمولی ہیں کہ اپنی ساری ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر بلکہ بعضوں نے اپنے گھر خریدنے کو delay کر دیا اور چندے کی ادائیگی کر دی۔

برطانیہ کے پہلے پانچ ریجنز

میں اسلام آباد نمبر ایک پہ ہے۔ پھر بیت الفتوح ہے۔ پھر مسجد فضل۔ پھر بیت الاحسان۔ پھر نارتھ ایسٹ ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی پہلی 10 بڑی جماعتیں

جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ اسلام آباد۔ پھر ایش (Ash)۔ پھر ووسٹر پارک (Worcester Park)۔ پھر آلڈر شاٹ ساؤتھ (Aldershot South)۔ پھر آلڈر شاٹ نارتھ (Aldershot North)۔ پھر والسال (Walsall)۔ پھر جلنگھم۔ پھر فارنہم ساؤتھ (Farnham South)۔ فارنہم نارتھ (Farnham North)۔ اور ساؤتھ چیم (South Cheam)۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی چھوٹی جماعتیں

جو ہیں ان میں لیمنگٹن سپا ((Leamington Spa))۔ سپین ویلی (Spen Valley)۔ ومبلڈن (Wimbledon)۔ کیتھلی (Keighley)۔ نارتھ ہیمپٹن (Northampton)۔

جرمنی کی پہلی دس جماعتیں

جو ہیں ان میں نیڈا (Nidda) نمبر ایک پہ ہے۔ پھر اوسنابروک (Osnabrück)۔ روئڈر مارک (Rödermark)۔ روڈگاؤ (Rodgau)۔ فلورس ہائم (Flörsheim)۔ پنے برگ (Pinneberg)۔ نیوویڈ (Neuwied)۔ مہدی آباد۔ کوبلنز (Koblenz)۔ ہنوور (Hannover)۔

اور

دس لوکل امارتیں

جو ہیں ان میں ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پہ ہے۔ پھر فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ پھر گروس گیراؤ (Gross-Gerau)۔ پھر ویزبادن (Wiesbaden)۔ پھر ریڈشٹڈ (Riedstadt)۔ پھر ڈارمشٹڈ (Darmstadt)۔ پھر روسلزہائم (Rüsselsheim)۔ پھر من ہائم (Mannheim)۔ ہناؤ (Hanau)۔ مورفیلڈن وال ڈورف (Mörfelden-Walldorf)۔ قربانی کرنے والے مورفیلڈن وال ڈورف (Mörfelden-Walldorf)۔ کیا نام ہے ان کا؟ مورفیلڈن وال ڈورف (Mörfelden-Walldorf)۔ کچھ لمبا نام ہے۔

قربانی کے لحاظ سے

امریکہ کی جماعتیں

جو ہیں ان میں پہلے نمبر پہ نارتھ ورجینیا (North Virginia) ہے۔ پھر میری لینڈ (Maryland)۔ پھر لاس اینجلیس (Los Angeles)۔ پھر نارتھ جرسی (North Jersey)۔ سیئٹل (Seattle)۔ پھر ڈیلس (Dallas)۔ شکاگو (Chicago)۔ بالٹی مور (Baltimore)۔ سینٹرل جرسی (Central Jersey)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔

اور

کینیڈا کی لوکل امارات

میں پہلے نمبر پر وان (Vaughan) ہے۔ پھر پیس ولیج (Peace Village) ہے۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر بریمپٹن ویسٹ (Brampton West)۔ وینکوور (Vancouver)۔ مسی ساگا (Mississauga)۔

وصولی کے لحاظ سے کینیڈا کی قابل ذکر جماعتیں

جو ہیں ان میں ہیملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔ ہیملٹن (Hamilton)۔ ایڈمنٹن ویسٹ (Edmonton West)۔ حدیقۂ احمد۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa West)۔ ملٹن ویسٹ (Milton West)۔ اور ملٹن ایسٹ (Milton East)۔ رجائنا (Regina)۔ وینیپیگ (Winnipeg)۔ فورٹ مکمرے (Fort McMurray)۔ سڈبری (Sudbury)۔

پاکستان میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے

اوّل نمبر پر لاہور۔ پھر دوئم پر ربوہ۔ اور سوئم پر کراچی۔

ضلعی سطح پر قربانی کے لحاظ سے دس ضلعے

جو ہیں وہ اسلام آباد نمبر ایک پہ ہے۔ پھر فیصل آباد۔ پھر سرگودھا۔ پھر حیدرآباد۔ پھر عمرکوٹ۔ پھر ملتان۔ پھر گجرات۔ لیہ۔ لودھراں۔ ساہیوال۔

وصولی کے اعتبار سے زیادہ قربانی کرنے والی شہری جماعتیں

جو ہیں وہ امارت ٹاؤن شپ لاہور، امارت دارالذکر لاہور، امارت علامہ اقبال ٹاؤن لاہور، امارت بیت الفضل فیصل آباد، امارت دہلی گیٹ لاہور، امارت کریم نگر فیصل آباد۔ پھر کوئٹہ۔ پھر امارت مغل پورہ لاہور۔ پھر بہاولپور۔ پھر پشاور۔

انڈیا کے پہلے دس صوبہ جات

میں کیرالہ۔ پھر تامل ناڈو۔ تلنگانہ۔ اڈیشہ۔ کرناٹک۔ جموں و کشمیر۔ پھر پنجاب۔ بنگال۔ مہاراشٹرا۔ اتر پردیش۔

اور قربانی کی پہلی دس جماعتیں

جو ہیں ان میں حیدرآباد نمبر ایک ہے۔ پھر کوئمبٹور (Coimbatore)۔ (تامل ناڈو)۔ کوئمبٹور تامل ناڈو میں ہے۔ پھر نمبر تین پہ قادیان ہے۔ پھر کالی کٹ ہے۔ پھر میلا پالم ہے۔ بنگلور ہے۔ کیرنگ ہے۔ کیرولائی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی)

طالبِ دُعا: مجلس انصاراللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

کلکتہ ہے اور کنورٹاؤن ہے۔

آسٹریلیا کی دس جماعتیں

نمبر ایک پہ کاسل ہل (Castle Hill) ہے۔ پھر میلبرن بیروِک (Melbourne Berwick)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ پینرتھ (Penrith)۔ میلبرن ویسٹ (Melbourne West)۔ ایڈیلائڈ ویسٹ (Adelaide West)۔ لوگن ایسٹ (Logan East)۔ پرتھ (Perth)۔ میلبرن کلائڈ (Melbourne Clyde)۔ میلبرن لانگ وارِن (Melbourne Langwarrin)۔

تحریکِ جدید کو جیسا کہ میں نے کہا شروع ہوئے بانوے (92) سال ہو چکے ہیں۔ ترانوے واں (93) سال شروع ہے۔ دفتر اوّل کا بانوے واں (92) سال ہوا ہے۔ دفتر دوم کا بیاسیواں (82) سال ہے۔ اور دفتر سوم کا اکسٹھواں (61) سال ہے اور دفتر چہارم کا اکتالیسواں (41) سال ہے اور دفتر پنجم کا بائیسواں (22) سال ہے۔ دفتر ششم کا تیسرا (3) سال ہے۔ اور

آئندہ جو مخلصین اس میں شامل ہوں گے وہ دفتر ششم میں شامل ہوں گے۔ جماعتیں اس کو نوٹ کر لیں۔

امیر ملکوں کے جو چندے ہیں یعنی یورپ اور ترقی یافتہ ملکوں کے ان سے دنیا کے بہت سارے ملکوں کے اخراجات ہوتے ہیں۔ افریقہ میں مساجد ہیں، مشن ہاؤسز ہیں، ان پر اخراجات ہو رہے ہیں، جو مساجد موجود ہیں ان کی تعداد بھی 7601 ہے۔ ان کی مینٹیننس ہے۔ وہاں ان کا سارا عملہ رکھنا، ان کے لیے الاؤنسز وغیرہ۔ وہاں کی مقامی آمدنی تو اتنی نہیں ہوتی۔ گو وہاں کے لوگ بھی بڑی قربانی کرتے ہیں لیکن اخراجات پورے نہیں ہو سکتے۔ یہاں سے پورے کرنے پڑتے ہیں۔ مرکز سے ان کو گرانٹ جاتی ہے۔ گذشتہ سال میں 123 مساجد نئی تعمیر ہوئی ہیں۔ 14 مساجد زیرِ تعمیر ہیں۔ مرکز انہیں تعمیر کرا رہا ہے۔ مشن ہاؤسز کی تعداد بھی تقریباً 2400 ہے۔ وہاں 103 نئے مشن ہاؤسز بھی تعمیر ہوئے اور زیرِ تعمیر 10 ہیں۔ یہ بھی مرکزی اخراجات پر ہوتے ہیں۔ مبلغین کی تعداد 489 ہے جبکہ لوکل افریقن مشنریز اور معلّمین کی تعداد 2274 ہے۔ ان کے بھی اخراجات ہیں۔ الاؤنسز ہیں اور بہت سارے دوسرے مختلف اخراجات ہیں۔

نصرت جہاں کے تحت یہ افریقہ کے 13 ممالک میں 620 پرائمری اور مڈل سکولز ہیں ان میں بھی بہت سے سکولوں کو جماعتی طور پر خرچ بھیجا جاتا ہے۔ پھر ہسپتال اور کلینک ہیں یہاں بھی 14 ممالک میں 41 کلینک ہیں۔ 35 مرکزی ڈاکٹر ہیں۔ 54 مقامی ڈاکٹر ہیں۔ 74 ویزیٹنگ ڈاکٹر ہیں جو خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بہت سارے ہسپتالوں کے اخراجات پورے نہیں ہوتے پھر یہاں سے گرانٹ دینی پڑتی ہے۔ گنی بساؤ میں احمدیہ کلینک کی تعمیر کا کام مکمل ہوا ہے۔ بھے کے مقام پر نیا ہسپتال و لائبریری۔ لائبیریا میں احمدیہ کلینک زیرِ تعمیر ہے۔ اس طرح بعض پرانے ہسپتالوں کی تعمیر اور رینوویشن کا کام ہو رہا ہے۔ کانو (Kano) نائیجیریا میں ڈینٹل کلینک اور ڈاکٹر کی رہائش اور ٹاکوراڈی غانا میں احمدیہ ہسپتال کی رینوویشن کرانے کا کام ہو رہا ہے۔ بینن میں پراکو کلینک کی توسیع ہو رہی ہے۔ احمدیہ ہسپتال میں مورو گورو (Morogoro) تنزانیہ کی بھی مکمل طور پر رینوویشن ہو رہی ہے۔ جماعت کے ہسپتالوں کو نئی سہولیات، equipments وغیرہ بھی مہیا کیے جا رہے ہیں، اس کے بہت سارے یونٹس لگ رہے ہیں جس میں الٹراساؤنڈ (ultrasound) ہے، مشینیں ہیں، ڈینٹل یونٹس ہیں اور جنریٹر وغیرہ، بیڈ وغیرہ بہت سارا سامان یہاں سے لے کے دیا جاتا ہے۔

نائیجیریا میں وہاں کی جماعت نے یونیورسٹی بنائی ہے۔ مرکزی طور پر ان کی مدد کی ہے پہلی قسط ان کو پانچ لاکھ پاؤنڈ کی دی گئی ہے۔ مزید خرچے ان کے ہوں گے۔ تعلیم پر بڑا خرچہ ہوتا ہے۔ وظائف دیے جاتے ہیں۔ تحریکِ جدید کی جو آمد ہے یہ تقریباً ان چیزوں پر ہی خرچ ہو جاتی ہے اور اس کے علاوہ بے شمار اَور چندے ہیں ان کی آمد ملا کے بھی ان ممالک پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ امیر ممالک میں اور ترقی یافتہ ممالک میں جماعتیں خرچ کرتی ہیں ان کے اپنے خرچے علیحدہ ہیں وہ وہاں کی لوکل جماعتیں اور نیشنل جماعتیں کر رہی ہوتی ہیں۔

بہرحال جماعت کے احباب کی جو اکثریت ہے وہ کوئی ایسی مالدار نہیں ہے۔ اوسط درجے کے لوگ ہیں لیکن قربانیاں کرتے ہیں جن کی وجہ سے یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ اگر ہم دنیا کا مقابلہ کریں تو ان اخراجات کی جو ہم کر رہے ہیں کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ وہاں تو بلینز اور ٹریلینز کی باتیں ہوتی ہیں۔ بہرحال اتنے جو پروجیکٹ چل رہے ہیں ان پر خرچ ہو رہا ہے۔ دنیا تو تھوڑے سے پراجیکٹوں پر بھی بے شمار خرچ کرتی ہے لیکن جب ہم اس کے نتائج دیکھتے ہیں اور دنیا کو بتاتے ہیں تو دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ یہ کس طرح آپ اتنی تھوڑی رقم سے اتنے پروجیکٹ چلا رہے ہیں اور ان کے اخراجات بھی پورے کر رہے ہیں اور بڑے اعلیٰ معیار کے بھی چلا رہے ہیں۔

اسی طرح ریڈیو اسٹیشنز ہیں۔ دنیا کے ممالک میں خاص طور پر افریقہ میں ان ریڈیو سٹیشن کی تعداد بھی 26 ہے۔ اور ایم ٹی اے کے سٹوڈیوز بھی ہیں۔ چھ سات ملکوں میں نئے سٹوڈیوز بن گئے ہیں۔ وہاں سے پروگرام براہ راست ٹیلی وائز ہوتے ہیں۔ ان کی گرانٹ بھی مرکز سے جاتی ہے۔

پھر امریکن بلاک میں ساؤتھ امریکہ کے ملک ہیں جن میں ارجنٹائن ہے، بیلیز ہے، بولیویا ہے، برازیل ہے، کمبوڈیا ہے، کیمن آئی لینڈ، کولمبیا، کوسٹاریکا، کیوبا، ایکواڈور، ایل سلواڈور، گوئٹے مالا، گیانا، ہیٹی، ہونڈورس، جمیکا، پانامہ، پیراگوئے، پیرو، یوراگوئے وغیرہ شامل ہیں جہاں گرانٹ یہاں سے جاتی ہے۔

پھر یورپ کے ملک ہیں جو پرانی رشین سٹیٹس تھیں، ان میں بھی بعض ملکوں میں جاتی ہیں۔ قرغیزستان، قزاخستان وغیرہ۔ اور ایسٹرن یورپ کے بعض ملکوں میں بھی۔ اسی طرح باقی دوسرے مرکزی اخراجات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی رقم ہے جو ان ملکوں پر خرچ ہوتی ہے۔ اور کم مالیت والے، حیثیت والے جو ملک ہیں تو ان ملکوں میں ہی تقریباً سترہ، اٹھارہ ملین سے زیادہ کی گرانٹ چلی جاتی ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایکسٹرا پروجیکٹ شروع ہو جائے تو پھر ان کو زائد رقم بھیجنی پڑتی ہے۔ تو روٹین کی گرانٹ بھی اتنی ہی ہے جتنا تقریباً ایک تحریک کا چندہ ہوتا ہے اور باقی اخراجات باقی تحریکوں میں بھی چل رہے ہوتے ہیں۔

بہرحال تحریکِ جدید اور باقی مرکزی چندوں کو ملا کر یہ اخراجات کیے جاتے ہیں اور معاشی لحاظ سے بہتر ممالک جو اپنے اخراجات کے لیے علیحدہ خرچ کرتے ہیں آپ کو پتہ ہی ہے۔

ہر جگہ احمدیوں کی قربانی کے ہمیں نظارے نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رقم مہیا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے جو یہ قربانی کرتے ہیں اور جماعتی کام میں مددگار بن رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر غریب لوگ ہیں یا اوسط درجے کی آمدنی والے لوگ ہیں لیکن قربانی کا جذبہ ہے۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح لوگ قربانی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 27 نومبر 2026ء صفحہ 2 تا 8)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے

بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے ✿ اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ✿ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگولین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیرت النّبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

(قسط نمبر:28) (حصہ سوم)

باقی رہا یہ سوال کہ شقِ قمر ماسٹر صاحب کے زعم میں خلافِ عقل ہے جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑتا ہے یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ جل شانہٗ جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرتِ کاملہ کی ہی وجہ سے ہوتا ہے نہ قدرتِ ناقصہ کی وجہ سے۔ یعنے جس ذات قادرِ مطلق کو یہ اختیار اور قدرت حاصل ہے کہ چاند کو دوٹکڑہ کر سکے اس کو یہ بھی تو قدرت حاصل ہے کہ ایسے پر حکمت طور سے یہ فعل ظہور میں لاوے کہ اس کے انتظام میں بھی کوئی خلل عائد نہ ہو اسی وجہ سے تو وہ سرب شکتی مان اور قادرِ مطلق کہلاتا ہے اور اگر وہ قادرِ مطلق نہ ہوتا تو اس کا دنیا میں کوئی کام نہ چل سکتا۔ ہاں یہ شناعتِ عقلی آریوں کے اکثر عقائد میں جا بجا پائی جاتی ہے جس سے ایک طرف تو ان کے اعتقادات سراسر خلافِ عقل معلوم ہوتے ہیں اور دوسری طرف خلاف قدرت و عظمتِ الٰہی بھی جیسے روحوں اور اجزاء صفار عالم کا غیر مخلوق اور قدیم اور انادی ہونا اصولِ آریہ سماج کا ہے۔ اور یہ اصول صریح خلاف عقل ہے اگر ایسا ہو تو پرمیشر کی طرح ہر ایک چیز واجب الوجود ٹھہر جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ کے وجود پر کوئی دلیل قائم نہیں رہتی بلکہ کاروبار دین کا سب کا سب ابتر اور خلل پذیر ہو جاتا ہے کیونکہ اگر ہم سب کے سب خدائے تعالیٰ کی طرح غیر مخلوق اور انادی ہی ہیں تو پھر خدائے تعالیٰ کا ہم پر کونسا حق ہے اور کیوں وہ ہم سے اپنی عبادت اور پرستش اور شکر گزاری چاہتا ہے اور کیوں گناہ کرنے سے ہم کو سزا دینے کو طیار ہوتا ہے اور جس حالت میں ہماری روحانی بینائی اور روحانی تمام قوتیں خود بخود قدیم سے ہیں تو پھر ہم کو فانی قوتوں کے پیدا ہونے کے لئے کیوں پرمیشر کی حاجت ٹھہری۔ غرض خلافِ عقل بات اگر تلاش کرنی ہو تو اس سے بڑھ کر اور کوئی بات نہیں جو خدائے تعالیٰ کو اول اپنا خدا کہہ کر پھر اس کو خدائی کے کاموں سے الگ رکھا جائے لیکن جو کام خدائے تعالیٰ کا صرف قدرت سے متعلق ہے اس پر وہ شخص اعتراض کر سکتا ہے کہ اول خدائے تعالیٰ کی تمام قدرتوں پر اس نے احاطہ کر لیا ہو۔ اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ مسئلہ شق القمر ایک تاریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف میں درج ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اس کی بروقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اس کی تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اس کے حافظ تھے مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اس کو پڑھتے تھے پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دوٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَمِرٌّ (القمر:3-2) تو اس صورت میں اس وقت کے منکرین پر لازم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپ نے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے کیا اور کب اس کو ہم نے دیکھا لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دوٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا تھا تب ہی تو ان کو چون و چرا کرنے کی گنجائش نہ رہی غرض یہ بات بہت صاف اور ایک راست طبع محقق کے لئے بہت فائدہ مند ہے کہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی جھوٹا معجزہ اپنے مخالفوں کی گواہی کے لکھ نہیں سکتے تھے اور اگر کچھ جھوٹ لکھتے تو ان کے مخالف ہم عصر اور ہم شہر اس زمانہ کے اسے کب پیش جانے دیتے۔ علاوہ اس کے سوچنا چاہئے کہ وہ مسلمان لوگ جن کو یہ آیت سنائی گئی اور سنائی جاتی تھی وہ بھی تو ہزاروں آدمی تھے اور ہر یک شخص اپنے دل سے یہ محکم گواہی پاتا ہے کہ اگر کسی پیر یا مرشد یا پیغمبر سے کوئی امر محض دروغ اور افترا ظہور میں آوے تو سارا اعتقاد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا شخص ہر ایک شخص کی نظر میں برا معلوم ہونے لگتا ہے، اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ معجزہ ظہور میں نہیں آیا تھا اور افترا محض تھا تو چاہئے تھا کہ ہزار ہا مسلمان جو آنحضرت پر ایمان لائے تھے ایسے کذب صریح کو دیکھ کر یکلخت سارے کے سارے مرتد ہو جاتے لیکن ظاہر ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی ظہور میں نہیں آئی پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر ضرور وقوع میں آیا تھا۔ ہر یک منصف اپنے دل میں سوچ کر دیکھ لے کہ کیا تاریخی طور پر یہ ثبوت کافی نہیں ہے کہ معجزہ شق القمر اسی زمانہ میں بحوالہ شہادت مخالفین قرآن شریف میں لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور پھر سب مخالف اس مضمون کو سن کر چپ رہے کسی نے تحریر یا تقریر سے اس کا ردّ نہ کیا اور ہزاروں مسلمان اس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے رہے اور یہ بات ہم مکرر لکھنا چاہتے ہیں کہ قدرت اللہ پر اعتراض کرنا خود ایک وجہ سے انکار خدائے تعالیٰ ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ کی قدرت مطلقہ کو نہ مانا جائے اور حسب اصول تناسخ آریہ صاحبان یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جب تک زید نہ مرے بکر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس صورت میں تمام خدائی اس کی باطل ہو جاتی ہے بلکہ اعتقاد صحیح اور حق یہی ہے کہ پرمیشر کو سرب شکتی مان اور قادر مطلق تسلیم کیا جائے اور اپنے ناقص ذہن اور ناتمام تجربہ کو قدرت کے بے انتہا اسرار کا محک امتحان نہ بنایا جائے ورنہ ہمہ دانی کے دعویٰ پر اس قدر اعتراض وارد ہوں گے اور ایسی خجالتیں اٹھانی پڑیں گی کہ جن کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 109 تا 112)

میں کہتا ہوں کہ آپ اپنے اسی قول سے ملزم ٹھہر سکتے ہیں کیونکہ جس حالت میں چاند کے دوٹکڑہ کرنے کا دعویٰ زور شور سے ہو چکا تھا یہاں تک کہ خاص قرآن شریف میں مخالفوں کو الزام دیا گیا کہ انہوں نے چاند کو دوٹکڑے ہوتے دیکھا اور اعراض کر کے کہا کہ یہ پکا جادو ہے۔ اور پھر یہ دعویٰ نہ صرف عرب میں بلکہ اسی زمانہ میں تمام ممالک روم و شام و مصر و فارس وغیرہ دور دراز ممالک میں پھیل گیا تھا تو اس صورت میں یہ بات کچھ تعجب کا محل نہ تھا کہ مختلف قومیں جو مخالف اسلام تھیں وہ دم بخود اور خاموش رہتیں اور بوجہ عناد و بغض و حسد شق القمر کی گواہی دینے سے زبان بند رکھتیں کیونکہ منکر اور مخالف کا دل اپنے کفر اور مخالفت کی حالت میں کب چاہتا ہے کہ وہ مخالف مذہب کی تائید میں کتابیں لکھے یا اس کے معجزات کی گواہی دیوے۔ ابھی تازہ واقعہ ہے کہ لالہ شرمپت وملاوامل آریہ ساکنان قادیان و چند دیگر آپ کے آریہ بھائیوں نے قریب ۷۰ کے الہامی پیشگوئیاں اس عاجز کی بچشم خود پوری ہوتی دیکھیں جن میں پنڈت دیانند کی وفات کی خبر بھی تھی۔ چنانچہ اب تک چند تحریری اقرار بعضوں کے ہمارے پاس موجود پڑے ہیں لیکن آخر قوم کے طعن ملامت سے اور نیز ان کی اس دھمکی سے کہ ان باتوں کی شہادت سے اسلام کو تائید پہنچے گی اور وہ امر ثابت ہوگا کہ جس میں پھر وید کی بھی خیر نہیں ڈر کر مونہہ بند کر لیا اور ناراستی سے پیار کر کے راستی کی شہادت سے کنارہ کش ہو گئے سو مخالف ہونے کی حالت میں اگر کوئی ادائے شہادت سے خاموش رہے تو کچھ تعجب کی بات نہیں بلکہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اگر مخالف کی طرف سے ایک دعویٰ کا جھوٹا ہونا کھل جائے تو پھر جھوٹ کی اشاعت کے لئے قلم نہ اٹھائیں اور دروغگو کو اس کے گھر تک نہ پہنچائیں سو میں پوچھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے عام اور علانیہ طور پر یہ دعویٰ مشہور کر دیا تھا کہ میرے ہاتھ سے معجزہ شق القمر وقوع میں آ گیا ہے اور کفار نے اس کو بچشم خود دیکھ بھی لیا ہے مگر اس کو جادو قرار دیا اپنے اس دعویٰ میں سچے نہیں تھے تو پھر کیوں مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ میں تھے جن کو یہ خبریں گویا نقارہ کی آواز سے پہنچ چکی تھیں چپ رہے اور کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا اور کب ہم نے اس کو جادو کہا اور اس کے قبول سے مونہہ پھیرا اور کیوں اپنے مرتے دم تک خاموشی اختیار کی اور مونہہ بند رکھا یاں تک کہ اس عالم سے گزر گئے کیا ان کی یہ خاموشی جو ان کی مخالفانہ حالت اور جوش مقابلہ کے بالکل برخلاف تھی اس بات کا یقین نہیں دلاتے کہ کوئی ایسی سخت روک تھی جس کی وجہ سے کچھ بول نہیں سکتے تھے مگر بجز ظہور سچائی کے اور کون سی روک تھی یہ معجزہ مکہ میں ظہور میں آیا تھا اور مسلمان ابھی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تھے مگر تعجب یہ کہ ان کے بیٹوں یا پوتوں نے بھی انکار میں کچھ زبان کشائی نہ کی حالانکہ ان پر واجب و لازم تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ اگر افترا محض تھا اور صدہا کوسوں میں مشہور ہو گیا تھا اس کی رد میں کتابیں لکھتے اور دنیا میں شائع اور مشہور کرتے اور جبکہ ان لاکھوں آدمیوں عیسائیوں، عربوں، یہودیوں، مجوسیوں وغیرہ میں سے رد لکھنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور جو لوگ مسلمان تھے وہ علانیہ ہزاروں آدمیوں کے روبرو چشم دید گواہی دیتے رہے جن کی شہادتیں آج تک اس زمانہ کی کتابوں میں مندرج پائی جاتی ہیں تو یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر مشاہدہ کر چکے تھے اور رد لکھنے کے لئے کوئی بھی گنجائش باقی نہیں رہی تھی اور یہی بات تھی جس نے ان کو منکرانہ شور و غوغا سے چپ رکھا تھا سو جبکہ اسی زمانہ میں کروڑہا مخلوقات میں شق القمر کا معجزہ شیوع پا گیا مگر ان لوگوں نے خجلت زدہ ہو کر اس کے مقابلہ پر دم بھی نہ مارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق القمر کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی۔ کیونکہ اس بات کا جواب مخالفین اسلام کے پاس کوئی نہیں کہ جس دعویٰ کا رد انہیں ضرور لکھنا چاہئے تھا انہوں نے کیوں نہیں لکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہیں تھے تا یہ عذر پیش کیا جائے کہ ایک فقیر صلح مشرب جس نے دوسرے مذہب پر کچھ حملہ نہیں کیا چشم پوشی کے لائق تھا بلکہ آں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تھے۔ اس صورت میں مطلق طور پر جوش پیدا ہونے کے موجبات موجود تھے۔ ماسوا اس کے یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا کہ واقعہ شق القمر جو چند سیکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں تھا ہر یک ولایت کے لوگ اطلاع پا جائیں کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدرتی تفاوت اور کسی جگہ مطلع ناصاف اور پر غبار ہونا اور کسی جگہ ابر ہونا ایسا ہی کئی اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائے رکھے بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کرنے کا اور بعض موسموں میں اندر بیٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔ پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی لکھتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے مہا بھارت کے دھرم پرب میں بیاس جی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں چاند دوٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا۔ اور وہ اس شق قمر کو اپنے ثبوت خیال سے بسوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہابھارتہہ وغیرہ پران کچھ قدیم اور پرانے نہیں ہیں بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو یا نو سو برس ہوا ہے۔ اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارتہہ یا اس کا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا اور بسو امتر کا نام صرف بے جا طور کی تعریف پر جیسا کہ قدیم سے ہندوؤں کے اپنے بزرگوں کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤں میں مؤلف تاریخ فرشتہ کے وقت میں بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لے کر بیان کی ہے کہ شہر دہار کہ جو متصل دریائے پہنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے اب اس کو شاید دہارانگری کہتے ہیں وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایکبارگی اس نے دیکھا کہ چاند دوٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے تب وہ مسلمان ہو گیا۔ اس ملک کے لوگ اس کے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے تھے اور اس گرد نواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا جس بنا پر ایک محقق مؤلف نے اپنی کتاب میں لکھا۔ بہر حال جب آریہ دیس کے راجوں تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ صاحبوں کے مہابھارتہہ میں درج بھی ہو گئے اور پنڈت دیانند صاحب پرانوں کے زمانہ کو داخل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانونِ قدرت کی حقیقت بھی کھل چکی تو اگر اب بھی لالہ مرلیدھر صاحب کو شق القمر میں کچھ تامل باقی ہو تو ان کی سمجھ پر ہمیں بڑے بڑے افسوس رہیں گے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 121 تا 127)

(سیرت النبی ﷺ صفحہ نمبر 111 تا 116، مطبوعہ کینیڈا 2018)

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور تحریک وقف جدید کا اجراء

وقف جدید جماعت کی روحانی زندگی کی ضامن ہے

(کے ناصر احمد ناظم مال وقف جدید قادیان)

تحریکِ وقفِ جدید کا مبارک آغاز

تحریکِ وقفِ جدید کی بنیاد دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دیرینہ خواہش میں ملتی ہے جس کے تحت آپؑ دنیا کے مختلف علاقوں میں اسلام کی حقیقی تعلیمات پہنچانے کے لیے مبلغین اور واعظین کا ایک منظم نظام قائم کرنا چاہتے تھے۔ آپؑ نے 26 مئی 1892ء کے ایک اشتہار میں اپنے اس ارادے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپؑ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں واعظین اور مناظرین مقرر کیے جائیں تاکہ بندگانِ خدا تک دعوتِ حق پہنچائی جائے اور اسلام کی صداقت کا پیغام دنیا کے سامنے واضح ہو۔

اگرچہ اس وقت مالی اور ظاہری وسائل کی کمی کے باعث یہ منصوبہ مکمل طور پر عملی شکل اختیار نہ کر سکا، لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اس مبارک مقصد کی تکمیل کا ایک عظیم الشان انتظام مقدر تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 3 جنوری 1958ء کے خطبہ میں جماعت کی ترقی کے لیے وقفِ جدید کی تحریک کا آغاز فرمایا اور توجہ دلائی کہ جماعت کو اپنی ترقی کے لیے ایسے وقف کا نظام قائم کرنا ہوگا جو ہر علاقے میں رشد و ہدایت اور اصلاح کا ذریعہ بنے۔

اس موقع پر حضورؓ نے واضح فرمایا کہ یہ محض ایک انتظامی منصوبہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں ڈالی گئی ایک تحریک ہے، جس کی تکمیل کے لیے آپؓ ہر ممکن قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر ضرورت پڑی تو اپنے مکان اور کپڑے تک فروخت کر کے اس فرض کو پورا کریں گے۔ یہ الفاظ اس تحریک کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ایک سچے مومن کے جذبۂ قربانی کی بھی بہترین مثال ہیں۔

ترقی کا راز: مسلسل تربیت اور عملی جدوجہد

تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم صرف ماضی کی کامیابیوں کے سہارے اپنی عظمت برقرار نہیں رکھ سکتی۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعہ بلند مقام عطا فرمایا اور ایک زمانے میں انہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی، لیکن جب انہوں نے اپنی اصلاح اور تربیت کی کوششیں ترک کر دیں تو وہی قوم زوال کا شکار ہوگئی۔

اسی طرح رسولِ اکرم ﷺ نے عرب کی ایک پسماندہ قوم کو اخلاق، ایمان، تقویٰ اور قربانی کی تعلیم دے کر عظیم روحانی انقلاب برپا کر دیا۔ صحابۂ کرامؓ نے اپنے اخلاص اور بے مثال قربانیوں سے دنیا میں ایک نئی تاریخ رقم کی۔ لیکن بعد کے زمانوں میں جب مسلمانوں میں تربیت، نگرانی اور عملی جدوجہد کا جذبہ کمزور ہوا تو ان کی عظمت بھی متاثر ہونے لگی۔

یہ تاریخی مثالیں ہمیں بتاتی ہیں کہ ترقی حاصل کرنا جتنا مشکل ہے، اسے برقرار رکھنا اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک عظیم روحانی جماعت کا حصہ بنایا ہے، لیکن اس مقام کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی اصلاح، تربیت اور قربانی کے معیار کو مسلسل بلند کرتے رہیں۔

جماعتی ترقی کے لیے روحانی اصلاح ناگزیر ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقفِ جدید کے آغاز کے موقع پر جماعت کی بعض تربیتی کمزوریوں کی طرف نہایت درد مندی سے توجہ دلائی۔ آپؓ نے بتایا کہ بعض جماعتوں میں باجماعت نماز کا انتظام بھی باقی نہیں رہا تھا، دیانت داری، سچائی اور تقویٰ کے معیار کمزور ہو رہے تھے اور بعض مقامات پر باہمی اختلافات نے نفاق اور انتشار کی صورت اختیار کر لی تھی۔

تحریکِ وقفِ جدید کا ایک اہم مقصد ہے کہ جماعت کے افراد کے درمیان تعلق مضبوط ہو، دینی شعور بیدار ہو اور ہر فرد اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے جماعتی زندگی میں فعال کردار ادا کرے۔

دیہاتی جماعتوں کی تربیت: ترقی کا بنیادی تقاضا

جماعت کی حقیقی اور پائیدار ترقی کے لیے دیہاتی جماعتوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دینا ضروری ہے۔ دیہات اور دور دراز علاقوں میں بسنے والے احمدیوں تک دینی تعلیمات پہنچانا، ان کی عبادات کی نگرانی کرنا، بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کرنا اور انہیں جماعتی نظام سے وابستہ رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

وقفِ جدید کے معلمین اسی مقصد کے تحت مختلف علاقوں میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ وہ گھروں تک پہنچ کر افراد کو نماز، قرآن کریم، دینی تعلیم اور اخلاقی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جہاں جماعتی نظام کمزور ہو وہاں افراد میں دینی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں بعض جماعتوں کی مثالیں غیر معمولی نتائج کی عکاسی کرتی ہیں۔ ایسی جماعتیں جہاں پہلے نہ باجماعت نماز کا انتظام تھا، نہ جمعہ اور نہ ہی چندہ وحسابات کا باقاعدہ نظام، وہاں وقفِ جدید کے معلمین کی کوششوں سے جماعتی زندگی دوبارہ قائم ہوئی۔ بعض مقامات پر پانچ وقت کی نماز باجماعت اور تہجد کا بھی انتظام ہوگیا۔

یہ واقعات اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ ایک مخلص اور محنتی کارکن، خواہ اس کے ظاہری وسائل محدود ہی کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک پوری جماعت کی حالت بدلنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

مالی قربانی: اخلاص اور محبت کا عملی اظہار

وقفِ جدید کی تحریک مالی قربانی کے جذبے کو بھی بیدار کرتی ہے۔ مالی قربانی محض چندہ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ انسان دین کو اپنی ذاتی خواہشات اور دنیاوی مفادات پر ترجیح دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت سے کبھی زبردستی مالی مطالبہ نہیں فرمایا بلکہ اپنے مخلصین سے یہ توقع رکھی کہ وہ اپنی استطاعت اور محبت کے مطابق خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کریں گے۔ آپؑ نے اپنے مخلصین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!‘‘

آپؑ کی خواہش تھی کہ جماعت کے افراد اپنی خوشی اور اخلاص سے دین کی خدمت کے لیے مالی قربانیاں پیش کریں۔ اسی جذبے کی ایک روشن مثال حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کی ذات میں نظر آتی ہے، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اپنی ہر چیز قربان کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

کم چندے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اپنی مالی حیثیت کے مطابق قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مال و دولت عطا کی ہے، وہ درحقیقت اسی کی امانت ہے۔ اس میں سے دین کی خدمت کے لیے خرچ کرنا ایک عظیم سعادت ہے۔

معلمینِ وقفِ جدید کی خدمات اور ہماری ذمہ داری

وقفِ جدید کے معلمین اس تحریک کا نہایت اہم حصہ ہیں۔ یہ لوگ محدود وسائل اور معمولی معاوضے کے باوجود دور دراز علاقوں میں دین کی خدمت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے ہوئے ہیں۔ ان کی ذمہ داریاں صرف تبلیغ اور تربیت تک محدود نہیں بلکہ وہ خدمتِ خلق، صحت اور سماجی اصلاح کے میدان میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

انہیں ہومیوپیتھی، طب، کمپاؤنڈری اور دیگر بنیادی خدمات کی تربیت بھی دی جاتی ہے تاکہ وہ ایسے علاقوں میں لوگوں کی مدد کر سکیں جہاں طبی سہولتیں آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں۔

ان معلمین کی قربانیاں قابلِ قدر ہیں۔ بعض معلمین اپنے محدود ماہانہ الاؤنس میں سے بھی مختلف تحریکات میں چندہ ادا کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کو محدود کر کے دین کی خدمت میں حصہ لیتے ہیں۔

اشاعتِ لٹریچر

پیغامِ مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا تک پہنچانا

وقفِ جدید کا ایک اہم پہلو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کی اشاعت اور مختلف زبانوں میں ان کے تراجم کی تیاری بھی ہے۔ آپؑ کی تحریروں میں اسلام کی صداقت، خدا تعالیٰ کی ہستی، آنحضرت ﷺ کی عظمت اور روحانی اصلاح کے بے شمار خزانے موجود ہیں۔

ان علمی اور روحانی خزانوں کو مختلف زبانوں میں دنیا تک پہنچانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے اشاعتِ لٹریچر کا مستقل شعبہ قائم کیا گیا تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو مختلف مقامی زبانوں میں منتقل کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

اختتامیہ

تحریکِ وقفِ جدید محض چندہ جمع کرنے یا معلمین مقرر کرنے کا ایک انتظامی سلسلہ نہیں بلکہ جماعت کی روحانی زندگی، تربیت، اصلاح اور ترقی کا ایک جامع نظام ہے۔ اس کا اصل مقصد ایسے افراد تیار کرنا ہے جو ایمان، تقویٰ، محبت، اخلاص اور قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔

آج ہمیں اپنے اندر وہی روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ میں پائی جاتی تھی۔ ہمیں اپنی نمازوں کی حفاظت، قرآن کریم سے تعلق، باہمی محبت، سچائی، دیانت داری اور مالی قربانی کے معیار بلند کرنے ہوں گے۔ ہمیں اپنی جماعتوں کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ نئی نسل کی تربیت اور دور دراز علاقوں میں تبلیغ و اصلاح کے کام کو بھی اپنی ترجیحات میں شامل کرنا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتحِ اسلام کے لیے جو عظیم جدوجہد شروع فرمائی تھی، اس کی تکمیل میں ہمارا حصہ بھی اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنی زندگیوں کو اس مقصد کے لیے وقف کر دیں۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تحریکِ وقفِ جدید کو محض ایک سالانہ مالی تحریک نہ سمجھیں بلکہ اسے اپنی روحانی زندگی اور جماعتی ذمہ داریوں کا لازمی حصہ بنائیں۔ اپنی استطاعت کے مطابق مالی قربانی پیش کریں، عملی خدمت کے لیے آگے بڑھیں اور اپنے اخلاق و کردار سے احمدیت کی حقیقی تعلیمات کا نمونہ بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے آقا کی توقعات سے بڑھ کر مالی قربانی پیش کرنے اور اس عظیم الشان جہاد میں کماحقہٗ اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❁❁❁

مجلس عرفان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ریجن Schleswig-Holstein اور Dietzenbach کے ایک وفد کی ملاقات

بقیہ ملاقات: شمارہ نمبر 19 نومبر 2026

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ

جماعت یا ذیلی تنظیم کی عاملہ میں بعض اوقات مختلف رائے رکھنے والے افراد ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں حضورِ انور کی ہدایت کے مطابق باہمی اختلاف کے باوجود حکمت اور اتحاد کے ساتھ کس طرح کام کرنا چاہیے؟

اس پر حضورِ انور نے باہمی مشاورت کی اہمیت کو اُجاگر فرماتے ہوئے واضح کیا کہ بات یہ ہے کہ اختلاف ہوتے ہیں ، اختلافِ رائے رکھنا تو بُری بات نہیں ہے، لیکن یہ دیکھنا چاہیے کہ آپس میں بیٹھ کے مشورہ کر کے discuss کرو۔ اگر دوسرے کی رائے اچھی ہے تو اس کو قبول کرلو اور اگر نہیں ہے، اپنی دلیل زیادہ مضبوط ہے، تو اپنی دلیل دو۔ پھر دیکھو کہ majority رائے کیا ہے، جو majority رائے ہے، اس کو قبول کرلو، پھر اس کے مطابق عمل کرلو۔ اور اگر پھر بھی سمجھو کہ majority رائے سے نقصان ہو رہا ہے، بعض دفعہ شروع میں فیصلے ہو جاتے ہیں، majority رائے میں ہوتی ہے اور ایک بندہ کہتا ہے کہ میرے حق میں یہ ہے، پھر وہ مرکز سے لکھ کے پوچھ لیتا ہے، خلیفۂ وقت سے لکھ کے پوچھ لیتا ہے کہ کیا بات صحیح ہے۔ تو بہرحال اختلافِ رائے ہونا کوئی بُری بات نہیں ہے، کوئی ہرج نہیں ہے، لیکن اس کی وجہ سے اپنی اَنا اور ego کا سوال بنالینا، وہ غلط چیز ہے۔

حضورِ انور نے تلقین فرمائی کہ کوشش یہ کرنی چاہیے کہ آپس میں مل جل کے کام کریں اور اس کے اچھے حل نکالیں، جس سے جماعت کو فائدہ ہو، انسانیت کو فائدہ ہو اور ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے معاشرتی تعلقات میں فائدہ ہو، یہ سارے فائدے دیکھنے چاہئیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ

اسرائیل اور حماس کے درمیان حالیہ جنگ بندی کے بارے میں حضورِ انور کا کیا خیال ہے اور مشرقِ وسطیٰ کے مستقبل کے متعلق حضورِ انور کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے اسرائیل اور حماس کے تنازعے کی موجودہ صورتحال کی بابت تبصرہ فرمایا کہ اسرائیل کی جارحیت کبھی حقیقتاً رُکی ہی نہیں تھی کہ اسے کسی نئے مرحلے کی شروعات کہا جاسکے۔ خود امریکی نائب صدر نے بھی یہ اعتراف کیا ہے کہ اسرائیل کے اقدامات دراصل صدر ٹرمپ کے امن منصوبے کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اب خود بعض امریکیوں میں بھی یہ احساس پیدا ہونے لگ گیا ہے کہ اسرائیل پر مکمل بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، وہ مانے گا نہیں اور داؤ لگاتا ہی رہے گا۔

پھر حضورِ انور نے مسلم ممالک کے ذاتی مفاد پر مبنی خود غرضانہ رویوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اظہارِ افسوس فرمایا کہ مسلمان ملک کون سا کوئی بڑے کام کی باتیں کر رہے ہیں۔ اگر ان میں ایمان ہو، ایک قوّت پیدا ہو، وہ ہے نہیں۔ ہر ایک کو اپنے اپنے vested interests چاہئیں۔ نیز مغرب کی تاریخی منافقت کی بھی نشاندہی فرمائی کہ یہودیوں پر تاریخی ظلم وستم جرمنوں نے کیا، لیکن اس جرم کی قیمت آج فلسطینی عوام ادا کر رہے ہیں۔

اسی طرح حضورِ انور نے فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے حوالے سے عرب ممالک کے مبیّنہ مجرمانہ کردار کی بابت اقوامِ متحدہ سے وابستہ ایک ادارے کی رپورٹ کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ ان کا تو ٹارگٹ ہی یہی ہے کہ فلسطینیوں کو ختم کرنا ہے۔ ایک جرنلسٹ نے لکھا ہے کہ فلسطینیوں پر جو ظلم ہوا ہے، اس میں ساٹھ ملک شامل ہیں، یورپ اور امریکہ تو شامل ہیں ہی، عرب ملک بھی شامل ہیں۔ اگر عرب ملک ہوش کرتے اور اور کچھ نہیں تو کم از کم سڑکوں کو بلاک کرنے کا جو راستہ ہے، وہی کر دیتے، تو اس پر اسرائیل مجبور ہو کے کچھ نہ کچھ agreement کر لیتا یا اپنا behaviour کچھ تھوڑا سا ٹھیک کرتا۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ عرب ملک بھی فلسطینیوں پر ظلم کرانے میں indirectly شامل ہیں۔ تو جب اپنے لوگ شامل ہو جائیں، گھر سے ہی آگ لگائی جائے، تو پھر اس کو باہر سے کون بجھائے گا۔

ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ

اگر کوئی شخص روحانیت میں ترقی کی کوشش کرتا ہے، کچھ عرصہ تک بہتری بھی آتی ہے، لیکن بعد میں پھر دوبارہ اپنی پرانی حالت میں گر جاتا ہے اور یہ تسلسل چلتا رہتا ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ ایسے شخص کی جو روحانی استطاعت ہے یا طاقت ہے وہ ایک محدود حدّ تک کی ہے، وہ اس سے آگے بڑھ نہیں سکتا؟

اس پر حضورِ انور نے قیامِ نماز کے حوالے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ارشاد فرمودہ پُر معارف تشریح کی روشنی میں بیان کیا کہ نماز گرتی ہے، پھر تم اس کو کھڑا کرتے ہو، یہ بھی نماز کا قیام ہے۔

بایں ہمہ واضح فرمایا کہ ہم صرف اسی کو قیامِ نماز کہتے ہیں کہ نماز باجماعت پڑھنا، نماز قائم کرنا اور نمازوں کو پڑھنا، یہ ہی نہیں، بلکہ قیام کا مطلب یہ بھی ہے کہ نماز گرتی ہے، تمہاری توجہ ہٹتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری روحانی حالت کم ہوتی ہے، اس کو تم نے پھر کھڑا کرنا ہے۔ قیام کرنا کیا ہوتا ہے، کھڑا کرنا، تم پھر اس کو کھڑا کرو اور یہ بار بار ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے توجہ بھی دلائی ہے۔ سورۂ فاتحہ میں جو اتنی دعائیں سکھائی ہیں، اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ اور پھر اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ، تو اسی لیے کہ اللہ سے پہلے مانگو کہ ہمیں سیدھے رستے پر چلائے اور جو ہم بار بار گرتے ہیں، نہ گریں، تو نفسِ مطمئنہ کی حالت جب طاری ہو جاتی ہے، تو ایسی حالت میں پھر انسان نہیں گرتا، وہ حالت طاری کرنے کے لیے بار بار کوشش کرنی چاہیے۔

پھر نفسِ مطمئنہ کے حصول اور مسلسل کوشش کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ سو نفسِ لوّامہ سے نفسِ مطمئنہ کی طرف بھی پھر جانا چاہیے۔ جب تم لوگ گرتے ہو، تو دل ملامت کرتا ہے کہ وہ میری نماز صحیح ادا نہیں ہوئی یا میری روحانی حالت میں کمی ہوگئی، یہی لوّامہ ہے، اب اس کو بہتر کرنے کے لیے دعا کرو اور نفل پڑھو۔ دنیا کی جو چکا چوند ہے، جو چمک ہے، اس سے پرے ہٹو۔ دنیا کی غلط قسم کی جو توجہ ہے یا ترجیحات ہیں، ان سے بچ کے رہو، تو پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو، تو اللہ تعالیٰ قبول بھی کرتا ہے، تو یہ تو ایک مستقل کوشش ہے۔

حضورِ انور نے اِستغفار کی غیر معمولی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی کہ اِستغفار کے بارے میں بھی تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کبھی کچھ پڑھا ہوگا، مَیں کئی خطبے بھی دے چکا ہوں کہ اِستغفار اسی لیے ہے کہ آئندہ گناہوں سے بھی اللہ تعالیٰ بچائے اور جو روحانی حالت ہے، اس کو گرنے سے بھی بچائے، تو اِستغفار اس لیے بھی ضروری ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اِستغفار زیادہ کرو۔ تبھی مَیں نے جماعت کو پیچھے تحریک بھی کی تھی کہ اِستغفار زیادہ کرو، درود پڑھو، اِستغفار پڑھو، تو اسی سے حالت بہتر ہوگی۔

حضورِ انور نے اس عمومی سوچ کی بھی نفی فرمائی کہ یہ کہنا کہ جی! اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے کہ ہم یہیں رہیں، یہ غلط ہے، اللہ کی یہ مرضی نہیں۔ اللہ کی مرضی ہے کہ تمہارا بلند مقام ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تمہیں حکم دیا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا کہ جو لوگ ہمارے راستے میں جہاد کرتے ہیں پھر وہی لوگ کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ جہاد کرنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ بہت زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو صحیح راستے پر چلاتا ہے، تو یہ کوشش ہونی چاہیے۔

مسلسل کوشش جاری رکھنے کی بابت تاکید کا اعادہ فرماتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ یہی بتایا کرو، تھک کے بیٹھنا نہیں ہے، کہیں نہیں اللہ میاں نے کہا کہ تھک کے بیٹھ جاؤ۔ ہاں! باقی اللہ تعالیٰ مہربان ہے، اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم ایک نیکی کرتے ہو، تو مَیں تمہیں دس گنا اس کا اجر دیتا ہوں اور جب گناہ کرتے ہو یا بُرائی کرتے ہو، تو اُس کا اس کے برابر گناہ ہے۔ تو دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب ہے کہ اگر ہر گناہ کے بعد اگر آدمی نیکی کر لے، تو گناہ تو ختم ہو گیا، تو اس لیے سمجھاؤ کہ اللہ سے تعلق رکھو گے، مستقل کوشش کرو گے، تو اللہ تعالیٰ پھر گرنے نہیں دیتا اور ثواب بھی دیتا ہے، روحانی حالت میں اُوپر نیچے اُتار چڑھاؤ تو آتے ہی رہتے ہیں۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ نکاح کے لیے دین کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے، تو پھر کس طرح کسی ممکنہ شریکِ حیات کی راستبازی یا نیکی کا حقیقی طور پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ کسی شخص کے دل کی باطنی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، اس لیے سب سے پہلا اور اہم قدم یہ ہے کہ صدقِ دل سے دعا کرنی چاہیے کہ اگر ممکنہ شریکِ حیات نیک اور ہمارے لیے بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائے اور ہمارے دلوں کو راحت اور اطمینان عطا فرمائے اور اگر نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی راہ میں کوئی رکاوٹ ڈال دے۔ نیز یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقی اور دائمی محبّت وہی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔

دوسرا قدم عملی تحقیق ہے جو کہ نظامِ جماعت کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ کسی شخص کے کردار کے بارے میں جاننے کے لیے لجنہ اور خدام کی تنظیموں سے درج ذیل اہم امور کی بابت معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں کہ گھر میں نماز کی پابندی، دینی تعلیم پر زور، لڑکی کا حیادار اور شائستہ لباس پہننا، اور خاندان کا مادی نقطۂ نظر مثلاً کچھ خاندان فوراً الگ گھر کے مطالبات کر دیتے ہیں، ایسی باتیں پہلے سے کلیئر کر لینی چاہئیں تاکہ بعد میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

آخر میں حضورِ انور نے اس حقیقت پسندانہ رویّے کو اپنانے پر بھی زور دیا کہ کوئی بھی مکمل نہیں ہے۔ مرد اور عورت دونوں میں کمزوریاں ہوسکتی ہیں۔ انسان میں ممکنہ شریکِ حیات کی چھوٹی موٹی خامیوں کو نظر انداز کرنے اور خوبیوں کو سراہنے کا جذبہ ہونا چاہیے۔ اگرچہ مکمل طور پر نیک شخص تلاش کرنا ایک مشکل اَمر ہے، تاہم اپنی بہترین استطاعت کے مطابق تحقیق کرنا ضروری ہے اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مدد دعا کے ذریعے طلب کرنی چاہیے۔

ایک خادم نے حضورِ انور سے راہنمائی کی درخواست کی کہ

آج کے دَور میں سوشل میڈیا اور دنیاوی مصروفیات انسان کو دین سے غافل کر دیتی ہیں، ایسے حالات میں مَیں بطورِ خادم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ اور دین سے مضبوط تعلق میں کیسے قائم رکھ سکتا ہوں؟

اس پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ سوشل میڈیا نہ دیکھو، اس میں کیوں جاتے ہو، ہر ایک سائٹ پر کیوں چلے جاتے ہو؟ سوشل میڈیا کے غلط استعمال سے پرہیز اور محتاط استعمال کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے تلقین فرمائی کہ صرف دنیاوی خبریں یا علمی باتیں دیکھنے کے لیے سوشل میڈیا پر جاؤ، ہر قسم کی فضول چیز دیکھنے کے لیے سوشل میڈیا پر نہ جاؤ۔ بہت ساری بکواس ہوتی ہے، اس بکواس کو سننے کی ضرورت کیا ہے، اس لیے بچو۔ اسی ضمن میں اِستغفار کرنے کی ضرورت کا بھی اعادہ فرمایا کہ یہی ہے وہ، جو اِستغفار کی بات مَیں نے کی ہے، اِستغفار زیادہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ سے نمازوں میں دعا کرو اور اس بات پر determined ہو جاؤ اور بڑا اپکّا اور مضبوط ارادہ ہو کہ ہم نے نماز کے وقت میں نہ ٹی وی دیکھنا ہے، نہ سوشل میڈیا دیکھنا ہے اور نہ ہی دنیاوی باتوں میں دلچسپی لینی ہے۔ تو جب اس طرح کرو گے، تو دین کو دنیا پر

بقیہ صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

انسان کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عاجزی وانکساری کے واقعات

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15 مئی 2026ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: دنیا کا کامل ترین انسان کون ہے؟

جواب: دنیا میں کامل ترین انسان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؐ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے، بندوں کے حقوق ادا کرنے، عبادت، اخلاق، رحم، عدل، شجاعت، سخاوت، تواضع، عفو اور دیگر تمام انسانی صفات کے اعلیٰ ترین معیار جمع تھے۔ آپؐ سے پہلے بھی کوئی انسان آپؐ کے مقام کمال کو نہیں پہنچا اور آپؐ کے بعد بھی کوئی اس مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور قیامت تک بھی نہیں ہوسکتا۔

سوال: آنحضرت ﷺ کی کامل صفات میں عاجزی وانکساری کی کیا حیثیت تھی؟

جواب: عاجزی و انکساری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین اخلاق میں سے ایک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تمام انبیاء سے بلند مقام عطا فرمایا، آخری اور کامل شریعت دی، آپؐ کو خاتم النبیین بنایا اور بے شمار معجزات عطا فرمائے، لیکن اس کے باوجود آپؐ کی زندگی میں عبودیت، عاجزی اور فروتنی ہمیشہ نمایاں رہی۔ آپؐ نے کبھی اپنی بڑائی کا اظہار نہیں کیا بلکہ ہر موقع پر اپنی عبدیت کو نمایاں فرمایا۔

سوال: قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کی عاجزی کا کس آیت میں ذکر ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ ترجمہ: ''تو کہہ دے کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔'' (الکہف: 111) یہ آیت آپؐ کی عاجزی کا ایک عظیم نمونہ پیش کرتی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب نبی اور انسان کامل تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ میں ایک بشر ہوں۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی عبدیت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں۔ اقتداری معجزات اور عظیم الشان کامیابیوں کے باوجود آپؐ کے شاملِ حال ہمیشہ عبودیت رہی۔

آپؐ فرماتے ہیں کہ آپؐ بار بار: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرماتے رہے اور یہاں تک کہ کلمۂ توحید میں بھی آپؐ کی عبدیت کا اقرار ضروری قرار دیا گیا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے عاجزی کے بارے میں عمومی طور پر کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خالی شیخی، بے جا تکبر اور بڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے اور انکساری و تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور بزرگی کے سب سے زیادہ مستحق ہونے کے باوجود آپؐ انتہائی متواضع تھے۔

سوال: واقعۂ نابینا صحابی سے آنحضرت ﷺ کی عاجزی کس طرح ظاہر ہوتی ہے؟

جواب: ایک نابینا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرآن کریم سیکھنے کے لیے آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ مکہ کے بڑے لوگوں سے گفتگو فرما رہے تھے اور اس نابینا شخص کو کچھ دیر انتظار کرنا پڑا۔ اس پر قرآن کریم میں سورۃ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہیں کیا بلکہ اس شخص کی دلجوئی فرمائی اور اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اپنی چادر بچھا کر اسے بٹھایا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ عظمت کا حقیقی معیار لوگوں کے ظاہری مرتبے سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ اور انسان کی قدر وعزت سے ہے۔

سوال: عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کیا تعلق ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمتِ الٰہی ہوتی ہے وہ لازماً خاکسار اور متواضع بن جاتے ہیں، کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں ولرزاں رہتے ہیں۔ لہٰذا حقیقی عاجزی دراصل اللہ تعالیٰ کی عظمت کو پہچاننے کا نتیجہ ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے عاجزی کے نتیجے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔'' یعنی انسان جتنا اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے گا، اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے روحانی مقام عطا فرمائے گا۔

سوال: عاجزی اختیار کرنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ کس طرح بلند کرتا ہے؟

جواب: ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے، حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک اس کے مقام کو بلند کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس تکبر انسان کو نیچے گرا دیتا ہے۔

سوال: عاجزی اور تکبر کے انجام میں کیا فرق ہے؟

جواب: عاجزی انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب اور بلندی کی طرف لے جاتی ہے، جبکہ تکبر اسے اللہ تعالیٰ کی نظر میں گرا دیتا ہے۔ ایک متواضع انسان اپنی کامیابیوں کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہے، جبکہ متکبر شخص انہیں اپنی ذاتی قابلیت کا نتیجہ سمجھ کر دوسروں کو حقیر جاننے لگتا ہے۔

سوال: ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کو ''اے ہمارے سردار ابنِ سردار'' کہا تو آپؐ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ کو بہت بلند القاب سے مخاطب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ کو لازم پکڑو اور شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ پھر فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' آپؐ نے فرمایا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر بیان کرو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں اپنی عاجزی کس طرح ظاہر فرمائی؟

جواب: آپؐ نے فرمایا کہ کسی شخص کو محض اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''نہیں، مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں ڈھانپ لے۔'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی نیک ہو، اسے اپنے اعمال پر ناز نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا محتاج سمجھنا چاہیے۔

سوال: آنحضرت ﷺ مسکینوں کے متعلق کس قدر عاجزی رکھتے تھے؟

جواب: حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِي مِسْكِيْنًا، وَاَمِتْنِي مِسْكِيْنًا، وَاحْشُرْنِيْ فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔ یعنی: ''اے اللہ! مجھے مسکین کی حالت میں زندہ رکھ، مسکین کی حالت میں موت دے اور مسکینوں کے گروہ میں مجھے اٹھا۔''

سوال: آنحضرت ﷺ مسکینوں اور بیواؤں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ذکرِ الٰہی کرتے، نماز لمبی کرتے اور خطبہ مختصر دیتے تھے۔ آپؐ اس بات کو ناپسند نہیں فرماتے تھے کہ بیوہ یا مسکین آپؐ کے ساتھ چلیں اور اپنی ضرورت بیان کریں۔ آپؐ ان کی بات سنتے اور ان کی ضرورت پوری فرماتے تھے۔

سوال: اہل مدینہ کی ایک لونڈی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا سلوک کیسا تھا؟

جواب: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی اپنی حاجت کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور آپؐ جہاں وہ لے جاتی وہاں تشریف لے جاتے۔ آپؐ اپنی شان وعظمت کے باوجود ایک عام انسان کی ضرورت پوری کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

سوال: ایک کم فہم عورت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا سلوک کس بات کی مثال ہے؟

جواب: ایک عورت نے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے آپؐ سے ایک کام ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس گلی میں چاہو مجھے لے چلو تاکہ میں تمہارا کام پورا کر دوں۔ آپؐ اس کے ساتھ تشریف لے گئے، اس کی بات سنی اور اس کی ضرورت پوری فرمائی۔ یہ واقعہ آپؐ کی غیر معمولی بردباری، رحم، تواضع اور دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے کی مثال ہے۔

اعلان نکاح وتقریب شادی خانہ آبادی

الحمد للہ خاکسار کے بیٹے مکرم حافظ سلمان احمد عارف صاحب مربی سلسلہ قادیان کی تقریب نکاح مورخہ 24 اکتوبر 2026ء بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک قادیان میں منعقد ہوئی۔ نکاح محترم مولانا عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح ارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی نے پڑھایا۔

مورخہ 27 اکتوبر 2026ء کو بارات قادیان سے ہاری پاری گام جموں کشمیر کیلئے روانہ ہوئی جہاں مورخہ 28 اکتوبر 2026ء کو مکرمہ سمیہ محی الدین صاحبہ بنت مکرم غلام محی الدین شیخ صاحب سے شادی خانہ آبادی کی تقریب عمل میں آئی۔

مورخہ 31 اکتوبر 2026ء کو بعد نماز عشاء رکھڑا پیلس قادیان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

احباب سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ

(نصیر احمد عارف خادم سلسلہ قادیان)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الانفال: 30) ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دیگا اور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کر دیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (سورۃ یونس، آیت 68) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامار یڈی)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

خوبصورت اسلامی تعلیم جو عظیم نبی ﷺ پر اتری

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 جنوری 2008ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: قرآن کریم کو دوسری آسمانی کتابوں کے مقابل پر کیا امتیاز حاصل ہے؟

جواب: قرآن کریم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا۔ یہ کتاب آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہی تحریری طور پر محفوظ ہوئی اور صحابہ کرامؓ نے اسے اپنے سینوں میں بھی محفوظ کیا۔ آج بھی لاکھوں حفاظ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم خود فرماتا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یعنی ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

سوال: قرآن کریم کی حفاظت کے کون کون سے ذرائع اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کے لیے متعدد ذرائع پیدا فرمائے، مثلاً: نزول کے زمانہ ہی میں قرآن کریم کو لکھا گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے یاد کیا۔ نسل در نسل حفاظ پیدا ہوتے رہے۔ پانچوں نمازوں میں اس کی تلاوت جاری رہی۔ روزانہ لاکھوں کروڑوں مسلمان اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اس کے بے شمار نسخے موجود ہیں۔ ہر زمانہ میں اس کی تعلیم اور تفسیر کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآن کریم کی حفاظت کے انہی پہلوؤں کو اس کی آئندہ حفاظت کی مضبوط دلیل قرار دیا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی حفاظت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرہ سو برس سے اس پیشگوئی کی صداقت ظاہر ہو رہی ہے۔ لاکھوں مسلمان اس کے حافظ ہیں، ہزاروں تفسیریں موجود ہیں، نمازوں میں اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور ہر روز دنیا کے مختلف حصوں میں اس کی تلاوت ہوتی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ان تمام اسباب کی موجودگی میں قرآن کریم میں آئندہ کسی قسم کی تبدیلی واقع ہونا عقلاً بھی محال ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ کیوں فرمایا؟

جواب: اس لیے کہ قرآن کریم آخری اور کامل شریعت کی کتاب ہے اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم قیامت تک انسانوں کی ہدایت کے لیے کافی ہے۔ اس لیے اس کا محفوظ رہنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ یہ وعدہ اس بات کی ضمانت ہے کہ انسانی کوششیں قرآن کریم کے اصل متن کو ختم یا تبدیل نہیں کر سکتیں۔

سوال: قرآن کریم کے متعلق آیت ''اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ'' کیا عظیم اعلان کرتی ہے؟

جواب: یہ آیت اعلان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ دینی تعلیم کو کمال تک پہنچا دیا: اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔ (المائدہ:4) یعنی آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا۔

سوال: قرآن کریم کو ''اَلۡکِتٰب'' کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: قرآن کریم صرف عبادات یا مذہبی رسوم کی کتاب نہیں بلکہ زندگی کے تمام اہم شعبوں کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس میں مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، تمدنی، معاشی، علمی اور دیگر ضروری تعلیمات بیان ہوئی ہیں۔ اس میں سابقہ انبیاء اور اقوام کے واقعات بھی ہیں، آئندہ کے لیے پیشگوئیاں بھی ہیں، انسانی اصلاح کے اصول بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے راستے بھی بیان ہوئے ہیں۔

سوال: قرآن کریم کی تعلیم صرف مسلمانوں یا عربوں کے لیے ہے؟

جواب: نہیں۔ قرآن کریم تمام انسانوں کے لیے ہدایت کی کتاب ہے۔ سابقہ بہت سی تعلیمات مخصوص قوموں یا مخصوص زمانوں سے تعلق رکھتی تھیں، جبکہ قرآن کریم تمام اقوام اور تمام زمانوں کی اصلاح اور تربیت کے لیے نازل ہوا۔ اسی جامعیت کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم قیامت تک انسانیت کے لیے قابلِ عمل اور قابلِ استفادہ ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی جامعیت کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم نے انسانی اصلاح کا پورا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اس نے صرف ایک قوم کی اصلاح نہیں کی بلکہ تمام قوموں کی اصلاح مطلوب قرار دی ہے۔ قرآن کریم نے انسان کو وحشیانہ اور طبعی حالتوں سے نکال کر انسانی اخلاق سکھائے، پھر اخلاقِ فاضلہ تک پہنچایا اور اس کے بعد روحانی ترقی اور معرفت کے دروازے کھول دیے۔

سوال: قرآن کریم سے حقیقی ہدایت حاصل کرنے کے لیے کیا چیز ضروری ہے؟

جواب: قرآن کریم سے حقیقی فائدہ اٹھانے کے لیے صرف ظاہری مطالعہ کافی نہیں بلکہ تقویٰ، نیک نیتی، عقلِ سلیم، فہمِ مستقیم اور حق کی طلب ضروری ہے۔ قرآن کریم خود فرماتا ہے: ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ یعنی یہ متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ'' کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی ہدایت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کی فطرت میں پاکیزگی، حق کی طلب، صحیح نیت، عقلِ سلیم اور خدا شناسی کی صلاحیت موجود ہو۔ آپؑ نے واضح فرمایا کہ جو لوگ ہدایت کے طالب نہیں، ان پر قرآن کریم کی تعلیم کا حقیقی اثر نہیں ہوتا، جبکہ حق کے متلاشی بالآخر اس کتاب سے ہدایت حاصل کر لیتے ہیں۔

سوال: ایک ہی قرآن سننے والے حضرت ابوبکرؓ اور ابوجہل کے انجام میں اتنا فرق کیوں ہوا؟

جواب: فرق قرآن کریم کی تعلیم میں نہیں بلکہ سننے والوں کے دلوں میں تھا۔ حضرت ابوبکرؓ حق کے طالب، پاک فطرت اور تقویٰ اختیار کرنے والے تھے، اس لیے انہوں نے قرآن کریم کی آواز کو پہچانا اور ایمان لائے۔ اس کے برعکس ابوجہل نے تکبر، عناد اور مخالفت اختیار کی۔ چنانچہ ایک ہی تعلیم کسی کے لیے ہدایت اور کسی کے لیے حجت بن گئی۔

❁❁❁



CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery



NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

نماز جنازہ حاضر وغائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 اپریل 2026ء بروز ہفتہ بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وجنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اسلم صاحب مرحوم (ربوہ۔حال Ash۔یوکے)

12 اپریل 2026ء کو 81 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کی رہائش پہلے احمد نگر اور پھر ربوہ میں رہی۔ آپ کے شوہر کو فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد دفتر امور عامہ ربوہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ 2019ء میں یوکے شفٹ ہوگئی تھیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، غریبوں کی ہمدرد، خدمت خلق کے جذبے سے سرشار، مہمان نواز، عہدیداروں کا احترام کرنے والی، بڑی نیک مخلص بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ ۸/۱ حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا، تین بیٹیاں، نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم یٰسین ربانی صاحب کی ساس اور مکرم فراز یاسین صاحب (مربی سلسلہ گھانا) کی دادی تھیں۔

نماز جنازہ غائب

۱۔مکرم مرزا مشتاق احمد صاحب ابن مکرم مرزا خورشید احمد صاحب (دارالیمن وسطی حمد ربوہ)

2 فروری 2026ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم لمبا عرصہ مغل پورہ لاہور میں قائد مجلس رہے۔ جلسہ سالانہ ربوہ میں حفاظتی ڈیوٹیاں بھی دیتے رہے۔ مجلس انصاراللہ میں بطور زعیم اعلیٰ شالامار ٹاؤن خدمت کی توفیق پائی۔ بہت متحرک داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کے کیس میں چند ہفتے اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ 2015ء میں ربوہ منتقل ہوئے اور مجلس انصاراللہ پاکستان میں قیادت تعلیم اور شعبہ دعوت الی اللہ کے علاوہ اپنے محلہ میں سیکرٹری دعوت الی اللہ اور سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح آپ کو مختلف شہروں میں وقف عارضی کرنے اور میڈیکل کیمپس لگانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

۲۔مکرم مشتاق احمد کاہلوں صاحب ابن مکرم محمد لطیف کاہلوں صاحب (کینیڈا)

21 فروری 2026ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، غریب پرور، مہمان نواز، ملنسار اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ گہری وفا کا تعلق تھا۔ ہر کام کا آغاز دعا اور صدقہ اور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعائیہ خط لکھنے کے بعد کیا کرتے تھے۔ بیماری کا عرصہ بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ گزارا۔ مرحوم نے اپنے آبائی گاؤں میں جماعتی اور تنظیمی سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ دعوت الی اللہ بڑے شوق اور جذبے سے کرتے تھے۔ ایک جماعتی مقدمہ میں کچھ عرصہ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ آپ کو عمرہ کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ سات سال سے کینیڈا میں مقیم تھے اور وہاں جلسہ سالانہ کینیڈا، تنظیمی اجتماعات اور دیگر جماعتی پروگراموں میں بڑے شوق سے ڈیوٹیاں دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے دو بیٹے معلمین وقف جدید کے طور پر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

۳۔مکرم حکیم بشارت صاحب ابن مکرم حکیم ممتاز احمد صاحب (سیالکوٹ)

21 فروری 2026ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ہمیشہ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ بڑے مہمان نواز اور جماعتی مہمانوں خصوصاً واقفین زندگی کے لیے آپ کا دسترخوان ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کا سہارا بنتے۔ زندگی کے آخری سانس تک خدمت دین اور خدمت انسانیت میں مصروف رہے۔ آپ نے سیالکوٹ شہر میں اپنے حلقہ شہاب پورہ کے صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ اپنے جاننے والوں اور مریضوں کو جماعت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ چندہ ہمیشہ اپنی اصل آمد کے مطابق اور بروقت دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

۴۔مکرم بشارت احمد صابر صاحب ابن مکرم غلام محمد صاحب (ناروے)

3 مارچ 2026ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کر دی تھی۔ آپ نے ناروے میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ، صدر مجلس انصاراللہ کے علاوہ افسر جلسہ سالانہ اور نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی اور ہر وقت اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ آپ ذاتی محبت اور شوق سے کئی بچوں اور بڑوں کے علاوہ نو مبائعین کو بھی قرآن کریم پڑھاتے رہے۔ ایک نارویجین احمدی کو ابھی حال ہی میں قاعدہ یسر نا القرآن مکمل کروایا تھا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نفلی عبادات اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ مسجد بیت النصر ناروے کی تعمیر کے وقت اپنا گھر بیچ کر ساری رقم مسجد کے لیے پیش کر دی۔ آپ کسی کام کو چھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔ ہر وقت جماعت کی خدمت میں لگے رہتے تھے۔ سردیوں میں برف صاف کرنا، گرمیوں میں مسجد میں گھاس کی دیکھ بال کرنا اور پھول لگانا اور اسی طرح پھلوں کے درختوں کی دیکھ بھال کرنا آپ کا معمول تھا۔ جب ایم ٹی اے ڈش انٹینا پر آنا شروع ہوا تو تقریباً ہر احمدی کے گھر میں بلا اُجرت ڈش لگوا کر دی۔ اسی طرح بعض غیر احمدیوں کے گھروں میں بھی ڈشیں لگا کر ان پر پہلا چینل ایم ٹی اے سیٹ کر دیتے اور کہتے تھے کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔ شاید ایم ٹی اے سننے سے ہی ان کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز اتر جائے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

۵۔مکرم چودھری نور احمد بھٹی صاحب ابن مکرم علی محمد صاحب (چک نمبر R10/91 محمود آباد ضلع خانیوال)

20 ستمبر 2024ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد مکرم علی محمد صاحب کے ذریعہ آئی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورِ خلافت میں بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مقامی سطح پر صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

۶۔مکرمہ روبینہ حیات ملک صاحبہ بنت مکرم فخر حیات ملک صاحب (جرمنی)

18 فروری 2026ء کو عمرہ سے گھر واپس آتے ہوئے کار ایکسیڈنٹ میں 26 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری سلطان علی صاحب رضی اللہ عنہ (آف کھوکھر غربی ضلع گجرات) کی پڑنواسی تھیں۔ مرحومہ پیشے کے لحاظ سے نرس تھیں۔ آپ اپنے چندے بروقت اور باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ہمدرد، خدمتِ انسانیت کے جذبے سے سرشار، بڑی بااخلاق، نیک فطرت اور مخلص خاتون تھیں۔ ضرورتمندوں کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی تھیں۔ پردے کی بڑی پابند تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بہن اور دو بھائی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے ✿ تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے

کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت ✿ بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں

جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں

(خطبہ جمعہ مورخہ 05 مئی 2017ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

HOTEL FIRDOUS

SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737

طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

JYOTI SAW MILL

SK. ZAHOOR AHMAD
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

طالب دعا : شیخ ظہور احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12777: میں واحد احمد ولد مکرم وسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 30 دسمبر 1986ء پیدائشی احمدی ساکن: Tiljala گوبندہ کھاٹک روڈ کولکاتہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 17 اگست 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 25000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امیر الدین ٹی العبد: واحد احمد گواہ: محمد صغیر عالم

مسل نمبر 12778: میں Suneyana Begum بنت مکرم Yakat Ali Mohammad صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 16 اکتوبر 2006ء پیدائشی احمدی ساکن: دار الفضل کیرنگ خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جولائی 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار اور ایک عدد انگوٹھی 47 گرام 24 کیریٹ۔ رہائشی زمین: 1 گونٹھ 3 ڈسمل خوردہ میں واقع ہے جس کا خسرہ نمبر (380/9A)۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت خان الامۃ: Suneyana Begum گواہ: شیخ فرقان احمد

مسل نمبر 12779: میں رفیعہ ربی زوجہ مکرم Mohammad Rashanul Haque صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 15 مئی 1988ء پیدائشی احمدی ساکن: بھبنیشور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 ستمبر 2026ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو عدد نیکلس 30 گرام، دو عدد چین 20 گرام، دو جوڑی کان کی بالی اور دو عدد انگوٹھی 10 گرام، دو پیئر چوڑی 20 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ زیور نقرئی: دو جوڑی پائل 200 گرام، ایک عدد بریسلٹ 100 گرام۔ حق مہر 80000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید فہیم احمد الامۃ: رفیعہ ربی گواہ: حلیم خان شاہد

مسل نمبر 12781: میں محمد عرفان احمد شبیر ولد مکرم ایم نثار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار تاریخ پیدائش: 6 فروری 1982ء پیدائشی احمدی ساکن: واشناوی لوٹس اپارٹمنٹ ماروتھی نگر کالونی، سرور نگر تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ستمبر 2026ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ خاکسار کا سنتوشنگر محلہ حیدرآباد میں ذاتی فلیٹ موجود ہے جس کی موجودہ قیمت مارکیٹ ویلیو کے حساب سے مبلغ 60 لاکھ روپے ہے۔ کل 140 مربع اسکوئر فٹ ہے، اسی طرح خاکسار کی ایک زمین جماعت احمدیہ سورب ضلع شموگہ کرناٹک میں ہے۔ جس کا رقبہ 30x40 یعنی 1200 اسکوئر فٹ ہے۔ جس کی موجودہ قیمت 25 لاکھ روپے ہے، اسی طرح خاکسار کا ایک مکان زمین ننگل باغبانہ قادیان میں ہے جس کا رقبہ کل 5900 یعنی 22 مرلہ زمین ہے۔ جس کی موجودہ قیمت پر خاکسار نے مبلغ ستاون لاکھ روپے پر خریدا ہے۔ میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 150000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شگفتہ تنظیم العبد: محمد عرفان احمد شبیر گواہ: ارادت احمد اعزاز

بقیہ مجلس عرفان از صفحہ نمبر 11

مقدّم رکھنے کا جو عہد کرتے ہو، تو یہی وہ عہد ہے۔

مزید برآں حضورِ انور نے دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کی بنیاد نماز کو قرار دیتے ہوئے نمازوں کی حفاظت کی تلقین فرمائی کہ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کی سب سے بڑی اور ضروری چیز تو نماز ہے، اللہ تعالیٰ نے پہلے تو نماز اور عبادت کا ہی حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سب سے پہلا سوال قیامت والے دن انسان سے پوچھا جائے گا، وہ یہی ہوگا کہ تم باقاعدہ نمازیں پڑھتے تھے یا نہیں؟ تم اللہ کے آگے جھوٹ تو بول نہیں سکتے کہ کہہ دو کہ ہاں جی! غلطی ہوگئی، غلطی ہوگئی تو پھر سزا ہے، تو اس لیے اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔

اسی طرح حضورِ انور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں دینی غفلت سے بچنے کے لیے نمازیں پڑھنے، دعائیں کرنے اور سوشل میڈیا کے ایک حدّ تک مثبت استعمال کی بابت توجہ دلائی کہ جب نمازوں کی حفاظت کرو گے، تو ساتھ اِستغفار بھی کر رہے ہو گے، سوشل میڈیا کو عقل سے استعمال کرتے ہوئے اس پر صحیح باتیں دیکھو گے، تو بچے رہو گے۔ ایک میڈیا کا لنک کھولتے ہو، تو نیچے ایک لسٹ آجاتی ہے، اور بعض دفعہ بیہودہ قسم کے پروگرام آجاتے ہیں، بعض بچوں کے پروگرام ٹی وی پر آرہے ہوتے ہیں اس میں بیہودہ اشتہار لگا دیتے ہیں، اس سے بچوں کے ذہن پہلے ہی pollute اور poisoned ہو رہے ہوتے ہیں، تو بچوں کی بھی نگرانی رکھنی چاہیے۔ حضورِ انور نے پُرشفقت انداز میں فرمایا کہ تم ابھی تو خود بچے ہو، جب تمہارے بچے ہو جائیں گے، تو ان کی نگرانی رکھنا۔ اس وقت تک پتا نہیں کہ AI کیا کچھ کرتب دکھا دے گی۔ نیز آخر میں تاکید فرمائی کہ اس لیے بچ کے رہو، نمازیں پڑھو، دعائیں کرو اور ان چیزوں کو ایک حدّ تک فائدے کے لیے استعمال کرو اور جہاں نقصان دیکھو وہاں چھوڑ دو۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شاملینِ مجلس کو ازراہِ شفقت اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے اور آپ کے دستِ مبارک سے قلم بطورِ تبرک حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 6 نومبر 2025ء)

تحریک جدید کے 93 ویں سال کے آغاز کا پرشوکت اعلان

جیسا کہ قارئین بدر کو علم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6 نومبر 2026ء کو اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے 93 ویں سال کا بابرکت اعلان فرما دیا ہے۔ الحمد للہ۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے چندے کے مصارف کے حوالہ سے اپنے خطبہ جمعہ میں جن امور کا ذکر فرمایا ہے اس کے مطابق تحریک جدید کے چندہ سے دنیا بھر میں مساجد و مشن ہاؤسز کی تعمیر و مرمت، مبلغین و معلمین کے اخراجات، نصرت جہاں اسکیم کے تحت اسکولوں، ہسپتالوں اور کلینکس کا قیام و انتظام، طبی آلات و جدید سہولیات کی فراہمی، تعلیمی وظائف، جامعات، ریڈیو اسٹیشنز اور ایم ٹی اے اسٹوڈیوز جیسے اہم اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔

آج دنیا بھر کی جماعتیں تحریک جدید کے اس عظیم مالی جہاد میں ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانیاں پیش کر رہی ہیں۔ اور جماعتوں کے درمیان ارشادِ ربانی کے مطابق ''فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ'' کا حسین نظارہ پیش ہو رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مذکورہ بالا خطبہ جمعہ میں دنیا بھر کے ممالک کی کارکردگی کا جو عالمی موازنہ پیش فرمایا ہے اس کے مطابق سال 2025-26ء میں جماعت احمدیہ بھارت نے اپنی سابقہ پوزیشن کو برقرار رکھا ہے اور چھٹی پوزیشن حاصل کرنے کی سعادت پائی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

وکالت مال تحریک جدید قادیان کی طرف سے وعدہ و وصولی چندہ تحریک جدید کی سالانہ رپورٹ 2026-2025ء، سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش ہونے پر پیارے آقا نے جملہ مخلصین بھارت کو درج ذیل مشفقانہ دعاؤں سے نوازا ہے:

"۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ آپ اور تمام ساتھی خادمین سلسلہ کی جملہ نیک مساعی کو شرف قبولیت بخشے، وہاں کے تمام مخلصین کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے اور اپنے فضلوں کا وارث ٹھہرائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو زہد و تقویٰ کا اعلیٰ معیار حاصل کرنے والا بنائے، اخلاص و وفا میں بڑھاتا چلا جائے اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر گامزن رکھے۔ (آمین)"

اللہ تعالیٰ جملہ مخلصین جماعت احمدیہ بھارت کے حق میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان سبھی مشفقانہ دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں آئندہ بھی پیارے آقا کی نیک توقعات پر بطریق احسن پورا اترنے کی توفیق عطا فرماتے ہوئے اپنے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو جذب کرنے کا اہل بنائے۔ آمین۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ (خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014)

طالب دعا: ناصر احمد ایم. بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم. اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 26 Nov - 2026 Issue. 48

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (WEIGHT : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سادگی اور بے تکلّفی کے حوالے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ رنومبر ۲۰۲۶ء بمطابق ۲۰ رنبوت ۱۴۰۵ رہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن سخت گرمی کے موسم میں چند احباب دوپہر کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جہاں حضورؑ تصنیف کا کام کر رہے تھے۔ پنکھا بھی اس کمرے میں نہ تھا۔ بعض احباب نے عرض کیا کہ حضور! کم از کم پنکھا تو لگوائیں تا کہ سخت گرمی میں حضورؑ کو کچھ آرام تو ہو۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ آدمی کو نیند آنے لگے گی اور وہ کام نہ کر سکے گا۔ ہم تو وہاں کام کرنا چاہتے ہیں جہاں گرمی کے مارے لوگوں کا تیل نکلتا ہو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی خصوصیت تھی کہ آپؑ سخت گرمی میں بغیر پنکھے کے تصنیف کا کام کر لیتے تھے، ورنہ مَیں نے دیکھا ہے کہ شدّتِ گرمی میں اگر پنکھا نہ ہو تو گو اَور کام تھوڑے بہت ہو سکیں لیکن تصنیف کا کام بہت مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ خود میرا بھی یہی حال ہے۔

ایک اَور موقع پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے عرض کی کہ گرمی بہت ہے، یہاں ایک پنکھا لگوا لینا چاہیے تو حضورؑ نے فرمایا کہ پنکھا اور پنکھا کھینچنے والا تو مل سکتا ہے، مگر جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگے گی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا۔ حضور انور نے وضاحت فرمائی کہ اس زمانے میں بجلی نہ تھی۔ لکڑی کے فریم پر کپڑا لگا کر بڑے پنکھے چھت سے لٹکائے جاتے تھے اور رسی سے کھینچے جاتے تھے۔

حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’آئینہ کمالاتِ اسلام‘‘ کی طباعت امرتسر میں دیر سے ہو رہی تھی۔ حضورؑ کے ارشاد پر وہ اپنا پریس قادیان لے آئے اور گول کمرے میں حسبِ ارشاد دونوں پریس لگا دیے۔ حضورؑ ساتھ ساتھ لکھتے جاتے اور ساتھ ہی ساتھ کاپی لکھی جاتی تھی اور اسی وقت چھپتی جاتی تھی۔ شیخ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ گول کمرے سے باہر پتھر (لکھائی کے پتھر) درست کر رہے تھے کہ حضورؑ خود آ کر زمین پر پاؤں کے بل بیٹھ گئے اور پروف کی غلطیاں بتانے لگے۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ اکثر چارپائی پر بیٹھ کر لکھتے اور قلم، دوات اور کتابیں چارپائی ہی پر رکھی ہوتیں۔ وہی میز، کرسی اور لائبریری کا کام دیتی تھی۔ اور وَمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ یعنی اور نہ ہی مَیں تکلّف کرنے والوں میں سے ہوں کا عملی نظارہ خوب واضح نظر آتا تھا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں کہ آپؑ کے مزاج میں وہ انکسار اور بے نفسی ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ آپؑ زمین پر بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچی جگہ بیٹھے ہوں تو آپؑ کا قلبِ مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا تھا۔ مولوی صاحبؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے اور جون کا مہینہ تھا اور مکان نیا نیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں ایک چارپائی پر لیٹ گیا اور جب جاگا تو دیکھا کہ حضورؑ چارپائی کے پاس نیچے فرش پر لیٹے ہیں۔ مَیں گھبرا کر اٹھا تو آپؑ نے محبت سے پوچھا: آپ کیوں اٹھے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا: آپؑ نیچے لیٹے ہیں، مَیں اوپر کیسے سو یا رہوں؟ آپؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ مَیں آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے، انہیں روکتا تھا تا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ ہو۔

حضرت ملک حسن محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار قادیان آیا تو معلوم ہوا کہ حضورؑ کے سر مبارک پر دیوار میں لگی کیل یا کھونٹی سے چوٹ لگی ہے اور بہت خون بہا ہے، جس کی وجہ سے تکلیف ہے اور باہر تشریف نہیں لاتے۔ ہم چند خدام اکٹھے ہوئے اور حضورؑ کی زیارت کی درخواست پیش کی۔ حضورؑ نے از راہِ شفقت اجازت بخشی۔ ہم سب سات آٹھ مہمان اندر داخل ہوئے تو حضورؑ بڑے پلنگ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپؑ خدام کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے، مصافحہ کا شرف بخشا، خود چھوٹی چارپائی پر بیٹھ گئے اور اپنے خدام کو بڑے پلنگ پر بٹھایا۔ اس واقعے میں اکرامِ ضیف بھی ہے اور سادگی بھی۔ پھر حضورؑ کے زخم پر بات ہوئی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں خون کا نکلنا مفید ہو اور گندا خون نکل گیا ہو، شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خود انتظام کر دیا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں کہ حضورؑ مکان اور لباس کی آرائش سے بے پروا ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حضورؑ کا یہ پایہ و منزلت ہے کہ اگر چاہیں تو آپؑ کے مکان کی اینٹیں سنگِ مَرمَر کی ہو سکتی ہیں اور آپؑ کے پائنداز یعنی door mat باریک ملائم ریشمی کپڑے کے بھی ہو سکتے ہیں، مگر بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی ہے کہ دنیادار نام نہاد نفاست پسند آدمی ایک لحہ بھی نہ بیٹھے۔ گرمیوں میں جس تخت پر باہر بیٹھتے اس پر مٹی پڑی ہوتی۔ حضورؑ نہ پوچھتے نہ کسی کے جھاڑ دینے پر توجہ کرتے۔ غرض اپنے کام میں اس قدر استغراق ہے کہ ان مادی باتوں کی بالکل پروا نہیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں، ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں۔

اور فرمایا کہ میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ اور رابطہ رہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بھی اپنے بچپن کی ایک جہالت یاد ہے۔ جب میں چھوٹا تھا تو بعض دشمن جب آپؑ کی مجلس میں آتے اور اعتراض کرتے تو چونکہ حضورؑ نہایت سادگی سے بات کرتے تھے، بعض دفعہ مجھے وہم ہوتا تھا کہ شاید آپؑ اس شخص کی چالاکی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ مگر جب دشمن مخالفت میں بڑھتا جاتا تو یوں لگتا جیسے کسی آسمانی طاقت نے آپؑ پر قبضہ کر لیا ہے اور آپؑ اس شان سے جواب دیتے کہ مجلس پر سنّاٹا چھا جاتا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کسی سے ملتے تھے تو مسکراتے ہوئے ملتے تھے اور ساتھ ہی ملنے والے کی ساری تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں۔ ہر احمدی محسوس کرتا تھا کہ آپؑ کی مجلس میں جا کر سارے کام بھول جاتے ہیں۔ بس آپؑ کے مسکراتے ہوئے چہرے پر نظر پڑی اور سارے جسم میں مسرّت کی لہر جاری ہو گئی۔ آپؑ کی عادت تھی کہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات کو بھی توجہ سے سنتے تھے اور بڑی محبت سے جواب دیتے تھے۔ ہر آدمی اپنی جگہ سمجھتا تھا کہ حضرت صاحبؑ کو بس مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبت ہے۔ بعض اوقات آدابِ مجلس سے ناواقف لوگ دیر تک اپنے لاتعلق قصے سناتے رہتے تھے اور حضرت صاحبؑ خاموشی کے ساتھ بیٹھے سنتے رہتے اور کبھی کسی سے یہ نہ کہتے کہ اب بس کرو۔

مولوی رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گڑھ شنکر سے مولوی عمر دین آیا۔ وہ پرانی چال کا فقیر تھا اور آپؑ کے پاس ایک دو روز رہا۔ جب اس نے دیکھا کہ حضورؑ کی طبیعت میں سادگی اور بے تکلّفی ہے اور ہر شخص سے بے تکلّفی سے بات کرتے ہیں تو اس نے کہا یہ درویش نہیں ہے۔ مَیں سمجھا تھا کہ درویش ہوگا یعنی بات ہی نہیں کرے گا، اور چلا گیا۔ اس کے نزدیک یہ سادگی بزرگی کی نشانی نہیں تھی حالانکہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یہی تقویٰ اور بزرگی ہے۔

مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ شروع شروع میں حافظ حامد علی صاحب مرحومؓ حضرت صاحبؑ کو مہندی لگایا کرتے تھے۔ بعض اوقات مَیں بھی حاضر ہوتا تھا تو حضرت صاحبؑ مہندی لگوانے کے ساتھ ساتھ مجھ سے گفتگو فرمانے لگ جاتے تھے۔ بات چیت سے چہرے میں کچھ حرکت ہوتی تو مہندی داڑھی سے ہل کر گرنے لگتی۔ بعض اوقات حافظ صاحبؓ عرض کرتے کہ حضور! ذرا کچھ دیر بات چیت نہ کریں۔ مَیں مہندی لگا کر داڑھی باندھ لوں، پھر گفتگو فرمائیں۔ حضرت صاحبؑ تھوڑی دیر خاموش رہ کر پھر کسی خیال کے آنے پر پھر گفتگو فرمانے لگ جاتے تھے۔

چودھری میاں خان صاحب گوندلؓ بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی چودھری محمد خان مرحوم ایک دفعہ حضورؑ سے مصافحہ کرنے لگا۔ گرمی کی وجہ سے ناک سے پانی حضرت صاحبؑ کے دست مبارک پر گر پڑا۔ حضرتؑ نے ذرا بھی خیال نہ کیا بلکہ دوسرے ہاتھ سے جیب سے رومال نکالا اور خود ہاتھ صاف کر لیا۔ اس واقعہ سے آپؑ کے اخلاقِ فاضلہ اور دریا دلی کا پتا چلتا ہے۔

آپؑ کے کھانے کے طریقے کے بارے میں میاں دین محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ معزز مہمان حضرت اقدسؑ کے ساتھ اوپر کی منزل میں دن کو کمرے میں اور رات کو اوپر چھت پر کھانا کھاتے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ ہم نوجوان لوگ نیچے سے کھانا اور پانی اوپر پہنچاتے۔ رات کو اکثر خشکا چاول بھی کھانے میں ہوتے تھے۔ حضرت صاحبؑ کھاتے وقت ایک دو چاول کا نوالہ منہ میں ڈال لیتے اور باتیں کرتے جاتے اور مہمانوں کا خیال رکھتے۔ جس کے برتن میں کھانا ختم ہو جاتا اپنے برتن میں سے اس کو ڈال دیتے ہیں۔ بہت تھوڑا حصہ کھانے کا خود کھاتے باقی اسی طرح احباب کے برتنوں میں ڈال دیتے تھے۔ مولوی شیر علی صاحبؓ نے بیان کیا کہ پہلے آپؑ کھانا کمرے میں مہمانوں کے ساتھ کھاتے۔ چاروں طرف مہمان دیواروں کے ساتھ بیٹھے ہوتے۔ حضرت صاحبؑ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آہستہ آہستہ منہ میں ڈالا کرتے تھے۔ جب تک مہمان کھاتے رہتے آپؑ بھی کھاتے رہتے تھے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ حضرت صاحبؑ کے سامنے جب کوئی خاص چیز لائی جاتی تو تمام مہمانوں میں تقسیم کر دیتے۔ عبدالقادر صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپؑ کھانے کے دوران مسائل بھی بیان کرتے اور نماز عشاء تک رونق افروز رہتے۔ نماز عشاء ادا کر کے گھر میں تشریف لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ لاہور سے ایک جنٹل مین قادیان آئے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے اصولوں پر پرکھیں جن کو سائنس نے تازہ تازہ ریسرچ کر کے بیان کیا ہے۔ اس نے غور سے دیکھا کہ حضورؑ کیسے کھانا کھاتے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ حضورؑ کے کھانے کا طریق دوسرے تمام ساتھیوں سے بالکل علیحدہ ہے۔ دوسرے لوگ بڑے بڑے لقمے لے کر منہ میں ڈالتے اور جلدی جلدی چبا کر نگل لیتے لیکن حضورؑ چھوٹے سے چھوٹا لقمہ لیتے، اس کو نہایت احتیاط کے ساتھ سالن لگاتے۔ سالن لگاتے وقت اوپر سے لقمہ کو پکڑتے جس سے ان کے ہاتھ یا انگلیاں بالکل صاف رہ سکتیں ہوں۔ پھر حضورؑ سانس لیتے اور لقمہ کو منہ میں ڈال کے ایک عرصے تک چباتے رہتے اور جب اس لقمے کے اجزا بالکل باریک ہو جاتے تو پھر اس کو نگلنے کی کوشش کرتے۔ آپؑ کے کھانے کے طریق کو دیکھ کر وہ بیعت میں شامل ہو گئے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 20 نومبر 2026ء)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad